﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد21 | جمعۃ المبارک19دسمبر 2014ء | 26/صفر 1436 ہجری قمری ❁ 19/فتح 1393 ہجری شمسی | شمارہ51

نیک اعمال جلد بجالاؤ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جلدی سے نیک اعمال بجالاؤ۔ ان فتنوں کے آنے سے پہلے جو اندھیری رات کی طرح ہوں گے۔ صبح کو آدمی مومن اور شام کو کافر ہوگا۔ یا شام کو مومن اور صبح کافر ہو جائے گا اور اپنے دین کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالے گا۔(صحیح مسلم کتاب الایمان باب الریح التی تکون فی قرب القیامة حدیث نمبر:168)

2013ءاور 2014ءمیں جماعت احمدیہ عالمگیر پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کا ایمان افروز تذکرہ

ریویو آف ریلیجنز، موازنہ مذاہب، وکالت اشاعت (ترسیل) اور وکالت تعمیل و تنفیذ (بھارت، نیپال، بھوٹان) کا تذکرہ

اس سال 2235 نمائشوں کے ذریعہ 5 لاکھ 81 ہزار افراد تک اور 11047 بک سٹال اور 226 بک فیئرز میں شمولیت کے ذریعہ 80 لاکھ سے زائد افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا۔ نمائشوں، بک سٹالز اور بک فیئرز کے بعض ایمان افروز واقعات و تأثرات کا بیان

اس سال 1550 اخبارات نے 3826 جماعتی مضامین، آرٹیکلز اور خبریں وغیرہ شائع کیں جن کے قارئین کی مجموعی تعداد 55 کروڑ 14 لاکھ 65 ہزار بنتی ہے

اس سال مجموعی طور پر ایک کروڑ 34 لاکھ سے زائد لیفلیٹس تقسیم ہوئے۔ لیفلیٹس وفلائرز کی تقسیم کے دوران پیش آمدہ دلچسپ واقعات

رشین ڈیسک، بنگلہ ڈیسک، فرنچ ڈیسک، چینی ڈیسک، ٹرکش ڈیسک اور عربی ڈیسک کی مساعی کا مختصر تذکرہ

ایم ٹی اے اور عربی پروگراموں کے بارہ میں لوگوں کے تأثرات۔ تحریک وقف نو۔ جماعتی ویب سائٹ، پریس اینڈ میڈیا آفس، ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی مساعی اور ایم ٹی اے کے ذریعہ سے بیعتوں کے ایمان افروز واقعات

جماعت احمدیہ انگلستان کے 48ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 30/اگست 2014ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، (آلٹن) میں دوسرے دن بعد دوپہر کا خطاب

(قسط دوم)

ریویو آف ریلیجنز

ریویو آف ریلیجنز جس کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1902ء میں فرمایا تھا۔ اب یہ ریویو آف ریلیجنز انگلش میں یوکے، کینیڈا اور انڈیا سے پرنٹ ہوتا ہے۔ تیرہ ہزار سے زائد کاپیاں پرنٹ ہو کر دنیا بھر کے 83 ممالک میں بھیجی جاتی ہیں۔ ریویو کے سب سے زیادہ خریدار انڈیا میں ہیں۔ تین ہزار پانچ سو ان کی تعداد ہے۔ باقی ملکوں کو بھی کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ انٹرنیٹ پر آجاتا ہے اس لئے لوگ خریدتے نہیں کہ مفت پڑھ لیں گے۔ غانا اور نائیجیریا نے اس کے خریداران کے حوالے سے نمایاں کوشش کی ہے۔ کینیڈا اور امریکہ کی پرنٹنگ اب کینیڈا منتقل کر دی گئی ہے۔ اسے کینیڈا اس لئے منتقل کیا گیا تھا کہ جلدی لوگوں تک پہنچ جائے گا لیکن شکایات یہ موصول ہو رہی ہیں کہ یہاں سے جلدی پہنچ جاتا تھا وہاں وہ وقت پہ پرنٹ ہی نہیں کر رہے۔ اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ امیر صاحب کینیڈا ابھی بیٹھے ہیں وہ اپنی ایک ٹیم بنائیں اور باقاعدہ کام کریں۔ دنیا آگے بڑھ رہی ہے۔ صرف ایک طرف توجہ دے کے یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم نے بڑے کام کر لئے۔ ہر میدان میں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

موازنۂ مذاہب

ماہنامہ رسالہ موازنہ مذاہب بھی بڑا اچھا رسالہ ہے اور سید میر محمود احمد صاحب ناصر اس کے ایڈیٹر ہیں۔ یہاں یوکے سے ہر ماہ شائع ہوتا ہے اور اس میں اچھے علمی تحقیقی مضامین ہوتے ہیں۔ اس کا سالانہ چندہ بیس پاؤنڈ ہے۔ اس کو بھی لوگوں کو پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

وکالت اشاعت ترسیل

اب ایک نئی وکالت اشاعت، ترسیل کے لئے بنائی گئی تھی کہ مرکز میں جو کتب شائع ہوتی ہیں ان کو مختلف ملکوں میں بھیجنا اور وہاں ان کی تقسیم اور فروخت کا انتظام کرنا۔ اس کے تحت دنیا کی تینتالیس مختلف زبانوں میں تین لاکھ باون ہزار پانچ سو اکسٹھ سے زائد کتب جماعت کی تبلیغی اور تربیتی ضروریات کے لئے بھجوائی گئیں۔ اسی طرح لندن کے علاوہ قادیان سے مختلف ممالک کی مرکزی اور ریجنل لائبریریوں کے لئے بھی پچاس ہزار سے زائد کی تعداد میں کتب مختلف ممالک میں بھجوائی گئیں۔ قادیان کا پریس بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا کام کر رہا ہے۔

وکالت تعمیل وتنفیذ (بھارت، نیپال، بھوٹان)

وکالت تعمیل وتنفیذ لندن کا انڈیا، نیپال، بھوٹان کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ نئی وکالت بھی یہاں قائم کی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے تحت بھی قادیان (انڈیا) اور نیپال اور بھوٹان کے کام ہو رہے ہیں۔ اور کافی وسیع طور پر پریس کا کام بھی، تبلیغ کا کام بھی اور قادیان میں دوسرے کام بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو رہے ہیں۔

رقیم پریس

رقیم پریس اور افریقن ممالک کے جو پریس ہیں ان کے ذریعہ چھپنے والی کتب اور رسائل کی تعداد چار لاکھ نوّے ہزار ہے۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں لندن سے بھی کام ہو رہا ہے اور افریقہ کے آٹھ ممالک گھانا، نائیجیریا، سیرالیون، گیمبیا، آئیوری کوسٹ، برکینا فاسو کینیا اور تنزانیہ میں بھی یہ پریس کام کر رہے ہیں۔

نمائشیں، بک سٹالز و بک فیئرز

اس سال نمائشیں اور بک سٹالز اور بک فیئرز کے ذریعہ انہوں نے جو خاص پروگرام بنائے ان میں 2235 نمائشوں کے ذریعہ پانچ لاکھ اکیاسی ہزار افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا اور 11047 بک سٹال اور 226 بک فیئرز میں شمولیت کے ذریعے اسّی لاکھ سے اوپر افراد تک پیغام حق پہنچا۔

نمائشوں کے بارے میں تأثرات

مالی سے امیر صاحب لکھتے ہیں۔ فروری 2013ء میں سِیکَاسُوْ (Sikasso) شہر میں جماعت احمدیہ مالی کو قرآن کریم کی ایک خوبصورت نمائش لگانے کی توفیق ملی۔ اس نمائش میں شہر کی بڑی تعداد شامل ہوئی۔ اس میں ایک پروفیسر شامل ہوئے جو افریقہ کے علاوہ مختلف ممالک میں پڑھاتے رہے ہیں اور جماعت احمدیہ سے شدید اختلاف رکھتے ہیں۔ نمائش کے دیکھنے کے بعد ان کے یہ تأثرات تھے کہ گو کہ میں جماعت احمدیہ کے عقائد سے اختلاف رکھتا ہوں لیکن قرآن کریم، اسلام اور انسانیت کی جو خدمت پوری دنیا میں احمدیت کر رہی ہے باقی تمام مسلمان اپنے تمام وسائل کے باوجود اس کا عشر عشیر بھی نہیں کر رہے۔

پھر امیر صاحب ماریشس لکھتے ہیں کہ تین جگہوں پر

قرآن کریم کی نمائشوں کا انعقاد کیا گیا اور مختلف افراد نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا کہ ہم نے ایسی خوبصورت نمائش کبھی نہیں دیکھی۔ پہلی مرتبہ قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم سے آگاہی ہوئی ہے۔ اسلام کا ایک خوبصورت چہرہ دیکھنے کو ملا ہے۔ یہی اصل اسلام ہے۔

پھر مالی سے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک سکول کے ڈائریکٹر نے نمائش کے دیکھنے کے بعد اپنے تأثرات میں لکھا کہ: ”عام طور سے یہ دیکھا گیا ہے کہ ہر فرقہ اور مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد اپنے مذہبی رہنماؤں کی کتابوں کو پرنٹ کرنا اور ترجمہ کروانا کافی سمجھتے ہیں جس سے پتا چلتا ہے کہ ان کا اصلی پیشوا کون ہے؟ جماعت احمدیہ کی طرف سے قرآن کریم اس قدر زبانوں میں پرنٹ کرنا بتاتا ہے کہ ان کا حقیقی پیشوا اور رہنما قرآن ہے اور قرآن کی اس خدمت میں بلاشبہ یہ جماعت تمام اسلامی فرقوں سے آگے ہے“۔

اس طرح اور بہت سارے لوگ ہیں جنہوں نے تأثرات پیش کئے۔

بُک فیئرز اور بُک سٹالز کے بعض ایمان افروز واقعات

بک فیئرز اور بُک سٹالز کے ذریعہ بعض ایمان افروز واقعات ہوئے۔ ٹوکیو انٹرنیشنل بک فیئر کے موقع پر 3/جولائی 2014ء کو جاپان کے سعودی سفارت خانے میں متعین ایک اعلیٰ سعودی شخصیت ہمارے سٹال پر تشریف لائے۔ پہلے دن انہوں نے ابتدائی تعارف کے بعد کچھ کتابیں حاصل کیں اور کہنے لگے کل تفصیلی بات کرنے کے لئے آنا چاہتا ہوں۔ اگلے دن بات شروع ہوئی تو انہوں نے کہا کہ مجھے امام مہدی اور مسیح موعود کے دعوے کے بارے میں کچھ بتائیں۔ جب انہیں تفصیلات بتائی گئیں تو کہنے لگے کہ وحی کا نزول بند ہو چکا ہے اور نبی کا آنا بہت مشکل ہے کیونکہ آیت خاتم النبیین اس راہ میں رکاوٹ ہے۔ ہم نے مختلف آیات اور مثالیں پیش کیں کہ قرآن کریم کی رُو سے تو وحی کا نزول بند نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات ازلی اور ابدی ہیں۔ پھر انہوں نے دجال کے ظہور اور مسیح موعود کے نزول کے بارے میں سوال کیا۔ جب انہیں اس کا جواب دیا گیا، سمجھایا گیا اور بتایا گیا کہ سعودی عرب سمیت تمام اسلامی ممالک اور معاشرے جس پریشانی کا شکار ہیں اور طرح طرح کے فتنوں نے انہیں گھیرا ہوا ہے، ہر طرف سے سازشوں کا شکار ہو رہے ہیں اور یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد بھی آپ دجّال کے منتظر ہیں۔ کس دجال کے منتظر ہیں؟ بہر حال ان سے باتیں ہوئیں۔ قرآن کریم کی اس بارے میں تین چار آیات تھیں۔ وفات مسیح کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظریہ پیش کیا گیا۔ قرآن کریم کی آیات پیش کی گئیں۔ کہنے لگے کہ وفاتِ مسیح کی تو مجھے سمجھ آ گئی ہے اور مَیں اعلان کرتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے ہیں اور آسمان سے نازل نہیں ہوں گے۔ پھر کہنے لگے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کو اعجاز کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ امام مہدی اور مسیح موعود کا معجزہ کیا ہے؟ ہم نے حضور کی پیشگوئیوں اور اکناف عالم میں اشاعت اسلام کی کاوشوں کا ذکر کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اعجاز کا ذکر کرتے ہوئے وفاتِ مسیح کے اعلان کو بطور نشان پیش کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی آیات کی رو سے جب یہ انکشاف فرمایا تو ہر طرف سے کفر کے فتوے لگنے لگے لیکن آج ارض حجاز کا ایک باشندہ یہ اعلان کر رہا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا گئے ہیں تو یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اعجاز ہی ہے۔ پھر اور باتیں ہوتی رہیں اور بہر حال کافی ایمان افروز واقعات یہاں بھی ہوتے رہے۔

اخبارات میں جماعتی خبروں اور مضامین کی تشہیر

اخبارات میں بھی جماعت کی خبریں اور آرٹیکلز وغیرہ شائع ہوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے قبولیت کی ایسی خاص ہوا چلائی ہے کہ میڈیا کی بڑی توجہ پیدا ہوئی ہے۔ مجموعی طور پر پندرہ سو پچاس اخبارات نے تین ہزار آٹھ سو چھبیس جماعتی مضامین، آرٹیکلز اور خبریں وغیرہ شائع کیں۔ ان اخبارات کے قارئین کی مجموعی تعداد پچپن کروڑ چودہ لاکھ پینسٹھ ہزار بنتی ہے۔

لیفلیٹس اور فلائرز کی تقسیم

لیفلیٹس، فلائرز کی تقسیم کے منصوبہ کے ذریعہ بھی مجموعی طور پر ایک کروڑ چونتیس لاکھ سے زائد لیفلیٹس تقسیم ہوئے۔ اس بارے میں امریکہ میں بھی بڑا کام ہوا ہے۔ سپین میں جامعہ کے طلباء کو بھیجا گیا تھا انہوں نے کافی بڑی تعداد میں تقسیم کیا۔ کینیڈا والوں نے اور جرمنی نے بھی کام کیا۔ سوئٹزرلینڈ، سویڈن، ٹرینیڈاڈ، دنیا کے ہر ملک میں اللہ کے فضل سے ایک ہوا چلی ہوئی ہے اور کام ہو رہا ہے۔ سپین میں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہاں سے جو جامعہ کے فارغ التحصیل تھے ان لڑکوں کو، مربیان کو بھیجا گیا تھا۔ اب تو وہ لڑکے نہیں رہے۔ اس مہم کے ذریعے سپین کے کل ستانوے شہروں میں پمفلٹ تقسیم کئے گئے اور ایک بہت بڑا حصہ کور کیا گیا۔ انہوں نے تین لاکھ کے قریب پمفلٹ تقسیم کئے۔ اس بارے میں ہمارے ایک مربی جو گئے تھے وہ لکھتے ہیں کہ وہاں سپین میں ایک لوکل دکاندار کو ایک پمفلٹ دیا جو سبزیاں بیچ رہا تھا۔ ہم اسے پمفلٹ دے کر آگے چلے گئے۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد جب دوبارہ اس کی دکان کے سامنے سے گزرے تو اس نے ہمیں اپنی دکان کے اندر بلا لیا۔ اس کو جب یہ بتایا گیا کہ ہم حقیقی اسلام کا پیغام جو کہ امن اور شانتی کا پیغام ہے لے کر لندن سے یہاں آئے ہیں تو اس نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور کہنے لگا مَیں آپ کو سلام پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد اصرار کرتا رہا کہ ہمارے ساتھ کھانا کھائیں۔ جب ہم نے اسے بتایا کہ ہمارے پاس اس وقت زیادہ وقت نہیں ہے، ہم نے اور لوگوں تک بھی یہ پیغام پہنچانا ہے تو اس نے زبردستی کھانے کی چیزیں ہمیں ساتھ لے جانے کے لئے دے دیں اور جاتے وقت یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب کرے۔ اسی طرح مردوں کے، عورتوں کے اور بہت سارے واقعات ہوئے ہیں۔

اسی طرح لیفلیٹس تقسیم کرتے ہوئے بہت سارے واقعات ہیں چند ایک پیش کرتا ہوں۔

مبلغ انچارج صاحب سویڈن لکھتے ہیں کہ ایک روز جب خاکسار کی بیٹی شاپنگ سنٹر میں لیفلٹ تقسیم کر رہی تھی تو ایک صومالی نوجوان نے بروشر لینے کے بعد پوچھا کہ آپ کے امام صاحب سے کیسے رابطہ ہو سکتا ہے؟ اس پر اس کو فون نمبر دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے خاکسار سے رابطہ کیا اور بتایا کہ میرے دادا احمدی تھے اور میری والدہ بھی احمدی ہیں مگر میں احمدی نہیں ہوں۔ لیکن میری والدہ نے مجھے بتایا تھا کہ میرے والد مرحوم کی یہ خواہش تھی کہ مَیں بھی احمدیت قبول کر لوں لیکن میرا کبھی کسی احمدی سے رابطہ نہیں ہوا۔ آج اس بروشر کے ذریعے سے اب مَیں احمدیت کے بارے میں تحقیق کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ان کو لٹریچر مہیا کیا گیا۔ ان کے سوالات کے جوابات دیئے گئے اور چند دن کے بعد وہ آئے اور انہوں نے کہا مجھے شرح صدر ہو گیا ہے اور بیعت کر لی۔

دہلی میں بک فیئر کے دوران نیشنل بک ٹرسٹ آف انڈیا کی طرف سے ایک خصوصی نشست منعقد ہو رہی تھی جہاں امن اور شانتی کی بات ہوئی۔ ہماری ایک لجنہ ممبر نے جو لیفلیٹس تقسیم کر رہی تھیں اسٹیج پر جا کر ایک مقرر کو World crisis and the pathway to peace والا لیفلیٹ دیا۔ ایک نظر دیکھنے کے بعد تقریر کرنے والے شخص نے موجود حاضرین سے کہا کہ اب مَیں یہ آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں اور لیف لیٹ کا پورا مضمون ایک بڑی تعداد میں موجود حاضرین کو پڑھ کر سنایا اور بعد ازاں موقع پر موجود تمام حاضرین میں لیفلیٹ تقسیم کئے جنہوں نے اس پیغام کو بہت پسند کیا۔

ایک دوست کلیئر گبسن (Claire Gibson) صاحب نے لیف لیٹ ملنے کے بعد تبصرہ کیا کہ مجھے آپ کا اہم اور تفصیلی لیفلیٹ وصول ہوا۔ میں مسلمان نہیں عیسائی ہوں لیکن مجھے ان معلومات کو پڑھ کر بہت مزہ آیا۔ یہ بہت اعلیٰ طریقے سے لکھا گیا ہے اور یہ زندگی کے اہم پہلو بیان کرتا ہے۔ بطور عیسائی ہم بھی انہی قدروں کا ادراک کرتے ہیں لیکن بدقسمتی سے معاشرے میں اس کی کمی ہے۔ میرے خیال سے تمام مذاہب کو اکٹھے ہو جانا چاہئے اور بچوں کو پیروی کرنے کے لئے راستہ مہیا کرنا چاہئے کیونکہ کسی قدر کے خلاف جانا اور پھر اس پر فخر محسوس کرنا مناسب نہیں۔

اسی لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے تھے کہ اکٹھا کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہی کام جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔

بہر حال ہالینڈ سے بھی واقعات ہیں اور مختلف اَور ممالک سے بھی واقعات ہیں۔

بعض دفعہ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ اگر کوئی غلط کام کرے تو اللہ تعالیٰ فوری طور پر پکڑ بھی لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مختلف طریق ہیں۔

عبدالباسط صاحب کینیڈا سے لکھتے ہیں کہ اپریل 2012ء کا واقعہ ہے کہ مجلس انصار اللہ کینیڈا کے تحت تبلیغ کا ایک سٹال ایک مارکیٹ میں لگایا گیا۔ ایک روز ہم معمول کے مطابق تبلیغ کر رہے تھے اور ہر گزرنے والے کو فلائر دے رہے تھے۔ لوگوں کی اکثریت اس فلائر کو ہم سے لے لیتی مگر کچھ ایسے بھی تھے جو فلائرز لینے سے معذرت کر دیتے۔ وہاں ایک صومالین مرد اور عورت کو فلائر دیا جو انہوں نے پہلے تو لے لیا لیکن جب اس شخص نے کھڑے ہو کر اس لیف لیٹ کو پڑھا تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو برا بھلا کہنے لگا اور گالیاں دینے لگا۔ پھر وہ اس فلائر کو جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوٹو تھی زمین پر گرا کر اپنے پاؤں کے نیچے کچل کر روندنے لگا اور گالیاں نکالتا رہا۔ اس کے ساتھ جو عورت تھی وہ اس کو منع کر رہی تھی مگر وہ باز نہیں آ رہا تھا۔ ہمارے ایک نو احمدی بھائی دانیال صاحب جو اس وقت سٹال پر موجود تھے ان کا غصہ اور صبر قابو سے باہر ہو رہا تھا۔ خاکسار نے دانیال صاحب کو صبر کرنے اور معاملہ کو اللہ پر چھوڑنے کے لئے کہا۔ دراصل اس شخص کی نیت یہ تھی کہ یہاں کوئی ہنگامہ آرائی ہو اور ہمارا سٹال بند ہو جائے۔ ہمارے سٹال کے سامنے جوتوں کا بڑا اسٹور تھا جس کے مینیجر بنگلہ دیشی مسلمان تھے وہ بھی یہ واقعہ دیکھ رہے تھے۔ قریباً دو گھنٹے بعد وہی شخص مع عورت کے ہاتھ میں خرید وفروخت کے تھیلے پکڑے ہوئے ہمارے سٹال کے آگے سے گزر کر جانے لگا کہ اچانک ہم سب کے سامنے وہ شخص عین اسی جگہ پر جہاں اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوٹو والے فلائر کو پیروں کے نیچے رکھ کر روندا تھا وہ ایک دم گرا اور بیہوش ہو گیا۔ اس وقت اس کو طبی امداد دی گئی مگر ہوش نہ آئی۔ پھر ایمبولینس آئی۔ اس کو ہسپتال لے گئے۔ جب یہ واقعہ ہوا تو وہ عورت جو اس شخص کے ہمراہ تھی لوگوں کی بھیڑ میں ہم سے معافی مانگنے لگی۔ کہنے لگی کہ فلائر اور فوٹو کی بے حرمتی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سب کچھ سزا ملی ہے۔ ہمیں معاف کر دیں۔ وہ بزرگ یقیناً اللہ کے پیارے بندے تھے جن کی اس شخص نے ہتک کی تھی۔

رشین ڈیسک کے تحت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی وسیع کام ہو رہا ہے۔ کتابیں اور خطبات کا ترجمہ اور اب تو رشین خط لکھتے ہیں کہ ہمیں بڑی سہولت ہو گئی ہے کہ باقاعدہ ہم ایم ٹی اے پر بھی دیکھ لیتے ہیں۔

بنگلہ ڈیسک کے ذریعہ بھی کافی کام ہو رہا ہے اور ایم ٹی اے پر پروگرام بھی لائیو چل رہے ہیں۔

فرنچ ڈیسک کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی وسیع کام ہو رہا ہے۔ کتابوں کے ترجمے وغیرہ ہو رہے ہیں۔

چینی ڈیسک کے ذریعے بھی اس دفعہ دو کتابیں انہوں نے شائع کی ہیں جن کا پہلے مَیں ذکر کر چکا ہوں۔

ٹرکش ڈیسک کے ذریعے بھی ترکی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ چار پانچ کتابیں شائع کی گئی ہیں۔

عربی ڈیسک کے ذریعہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچ کتب کے تراجم پرنٹنگ کے لئے بھجوائے جا چکے ہیں۔ روحانی خزائن جلد پانچ، (آئینہ کمالات اسلام)، روحانی خزائن جلد گیارہ (انجام آتھم)۔ نور القرآن ہر دو حصص۔ احمد المہدی وغیرہ یہ شائع ہوئی ہیں۔ خطبہ الہامیہ، مواہب الرحمٰن، سرّ الخلافۃ یہ سب تیار ہو چکی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہو جائیں گی۔

ایم ٹی اے اور عربی پروگراموں کے بارہ میں تأثرات

ایم ٹی اے اور عربی پروگراموں کی وجہ سے جو تاثرات ہیں ان میں الجزائر کے دوست توفیق احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں جوانی میں جب سترہ سال کا تھا تو میں نے ایک بڑی ہی عجیب رؤیا دیکھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی عجیب کپڑوں میں دیکھا جو کہ میں نے پہلے نہیں دیکھتے تھے۔ یعنی عرب لباس نہ تھا۔ دوسری عجیب بات جو میرے سامنے آئی وہ یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عربی بولتے تھے مگر اس وقت جو زبان بول رہے تھے مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ بات آئی گئی ہو گئی۔ وقت کے ساتھ وہ ایک دن ایسے دوست سے ملے جنہوں نے جماعت کا تعارف کروایا اور بعض کتب سلسلہ بھی دیں۔ ایک کتاب پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی تو بے اختیار یہ کہہ اٹھے کہ خدا کی قسم! یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں نے ان کو خواب میں دیکھا تھا۔ بعد میں میرے دوست نے بتایا کہ یہ امام مہدی ہیں اور ان کی زبان اردو ہے جس سے مجھے اپنی خواب کی تعبیر سمجھ آ گئی اور فوراً بیعت کر لی۔

پھر تیونس سے ایک دوست لکھتے ہیں کہ انہیں جماعت کا اور جماعت کے عقائد وفات مسیح اور ختم نبوت کے بارے میں علم ہوا۔ کہتے ہیں کہ میں نے فیصلہ کیا کہ ابھی بیعت نہیں کروں گا۔ پھر میں نے جمعہ کی رات کو ایک خواب دیکھا کہ میں قرآن کریم پڑھ رہا ہوں۔ اس میں ایک آیت پر رکا اور بہت تعجب سے دیکھا کہ لکھا ہوا تھا۔ اے احمد! میں تیرے ساتھ ہوں۔ احمد کا لفظ فرنچ میں لکھا ہوا تھا۔ اس کے بعد میں نے بیعت کر لی۔

پھر محمد خالد صاحب الجزائر سے لکھتے ہیں کہ مَیں نے حضرت عبدالقادر جیلانی اور محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ جیسے مختلف اولیائے امت کے بارے میں پڑھا ہے اور

باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 328

مکرم حسنی ابوصبیح صاحب (1)

مکرم حسنی عبدالحمید ابوصبیح صاحب کا تعلق مصر سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1961 میں ہوئی۔ یہ پیشہ کے اعتبار سے الیکٹریکل انجینئر ہیں۔ کئی رؤیائے صالحہ کی بناء پرانہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پانے کی امید تھی۔ پھران کا ایم ٹی اے سے تعارف ہوگیا اور 2011 میں انہیں احمدیت کی شکل میں اپنے خوابوں کی تعبیر مل گئی۔ وہ اپنے اس سفر کی داستان یوں بیان کرتے ہیں:

مذہبی پس منظر کا اثر

مَیں سمجھتا ہوں کہ مذہبی اور معاشرتی پس منظر نے میرے قبول احمدیت میں بہت بڑا کردار ادا کیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مَیں کم عمری سے ہی دینی مسائل کے بارہ میں بکثرت سوال اٹھاتا تھا اور مجھے لمبی لمبی تفصیلوں کی بجائے مختصر اور معقول جواب پسند تھے۔ لیکن اکثر اوقات میرے سوالوں کے دیئے جانے والے جوابات غیر معقول اور ادھر ادھر کی تفاصیل پر مشتمل ہوتے تھے۔

میں جب بھی حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ پڑھتا اور جنّوں، پرندوں اور ہواؤں پر ان کی دسترس کے واقعات پڑھتا تو اکثر سوچتا کہ انہیں خدا تعالیٰ نے ایسی طاقتیں اور صلاحیتیں عطا فرمائیں جو کسی اور نبی کے حصے میں نہیں آئیں۔ یہ پڑھ کر میرے دل میں اس نبی کے بارہ میں غیر معمولی تعظیم اور پسندیدگی کے جذبات پیدا ہوتے۔ پھر جب میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارہ میں پڑھتا تو ان کا مقام بھی مجھے امت موسویہ کے ایک تابع نبی کے مقام سے بہت بڑھ کر دکھائی دیتا۔ مَیں سوچتا کہ ان دونوں نبیوں کے بارہ میں بیان کئے جانے والے معجزات تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں بھی نہیں آئے، حالانکہ یہ کوئی شرعی نبی نہ تھے بلکہ موسوی شریعت کے تابع تھے۔ ان سوچوں کی وجہ سے میرے ذہن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپ ﷺ کا مقام کم ہونا شروع ہوگیا اور مَیں طرح طرح کے ظنون اور وساوس کا شکار ہوگیا۔

معاشرتی پس منظر کی تاثیر

علاوہ ازیں ایک معاشرتی امر نے بھی میرے خیالات پر گہرا اثر چھوڑا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ میں ’’عرب اسماعیل‘‘ نامی ایک بستی میں رہتا تھا۔ اس بستی میں صدیوں پہلے عرب قبائل آ کر آباد ہوئے تھے اور بستی کے اکثر خاندان ان پرانے عرب قبائل کی نسل کہلاتے ہیں۔ ان کی عادات واطوار میں پرانے عربوں کی بعض اچھی عادات کا عکس آج بھی نظر آتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی کسی سے خواہ کتنی ہی شدید لڑائی ہو جائے، یہ محض لڑائی اور اختلاف کی بناء پر اپنے مخالف کے مال یا عزت کی طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑھاتے، بلکہ لڑائی کے باوجود اسے اپنے اوپر حرام ہی سمجھتے ہیں۔ اس کے بالمقابل مَیں مولویوں کی زبانی سنتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں قریش سے بدلہ لینے کی خاطر ان کے تجارتی قافلہ پر حملہ کیا۔

یہ بات مجھے حیرت میں مبتلا کرتی اور میرے لئے اس حد تک تکلیف کا باعث ٹھہرتی کہ جس مجلس میں غزوۂ بدر کا ذکر شروع ہوجاتا مَیں اس مجلس کو ہی چھوڑ کر چلا جاتا تھا۔ میری سوچ درست نہ تھی لیکن سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات کو اس طرح پیش کیا جاتا تھا کہ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کی بجائے آپ پر اعتراض پیدا ہوتا تھا اور غزوۂ بدر کا خلاصہ یہ تھا کہ آپؐ نے محض بدلہ لینے کی خاطر قریش کے مال پر حملہ کردیا۔

{یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ ہجرت مدینہ کے بعد قریش مکّہ نے مسلمانوں کو دھمکیاں دیں اور مدینہ کے قبائل کو بھی پیغام بھیجا کہ اگر تم نے مسلمانوں کو پناہ دی یا ان کا ساتھ دیا تو تمہارے ساتھ بھی برا سلوک کیا جائے گا۔ دوسری جانب کفار مکّہ مسلمانوں پر حملہ اور ان کے خاتمہ کے لئے پوری تیاری کررہے تھے۔ لہٰذا مسلمان حالت جنگ میں تھے اور کفار کے آنے جانے والے ہر قافلے پر نظر رکھنا اور حفاظتی تدابیر اختیار کرنا ان کا حق تھا۔ اس بارہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’قافلے کی روک تھام کے لئے نکلنا ہرگز قابل اعتراض نہیں تھا کیونکہ اول تو یہ مخصوص قافلہ جس کے لئے مسلمان نکلے تھے ایک غیر معمولی قافلہ تھا جس میں قریش کے ہر مرد وعورت کا تجارتی حصہ تھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے متعلق رؤساء قریش کی یہ نیّت تھی کہ اس کا منافع مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے میں استعمال کیا جائے گا۔ چنانچہ تاریخ سے ثابت ہے کہ یہی منافع جنگِ اُحد کی تیاری میں صرف کیا گیا۔ پس اس قافلہ کی روک تھام تدابیر جنگ کا ضروری حصہ تھی۔

دوسرے ...... چونکہ یہ قافلے مسلّح ہوتے تھے اور مدینہ کے بہت قریب سے ہوکر گزرتے تھے۔ ان سے مسلمانوں کو ہر وقت خطرہ رہتا تھا جس کا سدّ باب ضروری تھا۔ تیسرے یہ قافلے جہاں جہاں سے بھی گزرتے تھے مسلمانوں کے خلاف قبائلِ عرب میں سخت اشتعال انگیزی کرتے پھرتے تھے...... پس ان کا راستہ بند کرنا دفاع اور خود حفاظتی کے پروگرام کا حصہ تھا‘‘۔ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 343)۔ لہٰذا یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محض مال حاصل کرنے اور انتقام لینے کی خاطر قریش کے قافلے پر حملہ کردیا۔ (ندیم)}

مغرب سے آسمانی مصلح کی آواز

1973ء میں میری عمر 13 سال تھی اور مَیں اس وقت ساتویں جماعت کا طالبعلم تھا۔ اس سال کی گرمیوں کی ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں فجر کے وقت اپنی بستی کی مسجد میں ہوں۔ میں وضو کرنے کی جگہ پر جاتا ہوں جہاں ایک دیوار ہے اور اس میں روشن دان ہے۔ اس روشن دان سے مجھے ایک غیر معمولی پُرشوکت آواز سنائی دیتی ہے۔ اس وقت میرے دل میں یہی ڈالا جاتا ہے کہ یہ آواز ہوا کے دوش پر آسمان سے آرہی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ میرے علاوہ یہ آواز وہاں پر موجود لوگوں میں سے کسی کو بھی سنائی نہیں دیتی۔ کوئی واضح طور پر کہہ رہا تھا کہ: ’’آسمانی مصلح، حقیقی اسلام کے ساتھ آرہا ہے۔‘‘ رؤیا میں ہی میرے دل میں ڈالا جاتا ہے کہ یہ آواز یورپ کی طرف سے آرہی ہے اور مجھے اس آسمانی مصلح کے پیغام کی تبلیغ کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔

مَیں رؤیا میں یہ آواز سن کر بہت خوش ہوا۔ پھر جب بیدار ہوا تو بھی ایک عجیب خوشی اور انشراح قلب کی کیفیت کا احساس غالب تھا۔ مصلح سماوی کی تبلیغ پھیلانے کا حکم میرے دل میں جاگزیں ہو چکا تھا لیکن اس چھوٹی عمر میں مجھے یہ کام کیسے سرانجام دینا چاہئے؟ اس سلسلہ میں راہنمائی کے لئے جو پہلا نام میرے ذہن میں آیا وہ گاؤں کی مسجد کے مولوی صاحب کا تھا کیونکہ میں اکثر ان سے مذہبی امور ومسائل کے بارہ میں بات کرتا رہتا تھا اس بِنا پر میرا اس کے ساتھ بہت اچھا تعلق بن گیا تھا۔ چنانچہ میں سورج نکلنے سے قبل ہی مولوی صاحب کے گھر جا پہنچا اور اسے نیند سے جگا کر اپنا رؤیا سنایا۔ میرا خیال تھا کہ وہ بھی میری طرح بہت خوش ہوگا لیکن اس نے رؤیا سننے کے بعد طنزیہ انداز میں کہا کہ رات کو خاصی سردی تھی اور لگتا ہے کہ تم لحاف کے بغیر سوئے رہے ہو اور یہ خواب سردی لگنے کا نتیجہ ہے۔ مولوی صاحب کا جواب سن کر مجھے شدید دھچکا لگا، اور میں نے اس رؤیا کو بھلانے کی کوشش کی لیکن نہ جانے کیوں یہ رؤیا میرے لاشعور میں زندہ اور تازہ رہا اور 38 سال بعد مجھے مصلح سماوی کی آواز یورپ کی طرف سے آئی اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی شکل میں خواب کی تعبیر مل گئی۔

قربانی قبول ہوگئی

17 سال پہلے کی بات ہے جب میں جوان تھا اور ہمیشہ کی طرح خدمت دین کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔ مجھے میرے والد صاحب کی جائیداد سے زمین کا ایک ٹکڑا ملا ہوا تھا جو بہت ہی مناسب جگہ پر تھا اور بیچنے پر اچھی خاصی رقم حاصل ہوسکتی تھی۔ لیکن میں نے خدا کی رضا جوئی کی خاطر اس پر مسجد بنانے کا فیصلہ کیا۔ اس وقت میری منگنی ہوچکی تھی لہذا میں نے اپنی منگیتر سے اس بارہ میں بات کی تو اس نے پوری طرح میری بات کی تائید کی۔

موقع ومحل کے لحاظ سے نہایت مناسب زمین تو میسر تھی لیکن اس پر مسجد بنانے کے لئے ہمارے پاس رقم نہ تھی۔ اس کے لئے مَیں نے ہر دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے اس زمین کو وزارت اوقاف کے نام رجسٹر کروانے کی بھی کوشش کی اور کئی اداروں سے اس پر مسجد بنانے کے لئے مدد کرنے کی درخواست کی لیکن کہیں سے امید کی کرن نظر نہ آئی۔ کئی سال تک کی کوششوں کا نتیجہ جب ناکامی کی صورت میں نکلا تو ہمارے ذہنوں میں یہ وسواس راسخ ہونے لگا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہے جس کی وجہ سے ہماری قربانی خدا کے حضور قبول نہیں ہورہی۔ یہ وسواس میرے لئے کسی عذاب سے کم نہ تھا۔ اس کیفیت میں مَیں نے ایک روز نماز فجر کے وقت خدا تعالیٰ کے ہاں نہایت درد سے فریاد کی کہ اے خدا تُو ہماری قربانی کو قبول کیوں نہیں کرتا حالانکہ تو جانتا ہے کہ ہم یہ قربانی محض تیری رضا کی خاطر کررہے ہیں؟

اس کا جواب مجھے رؤیا کی صورت میں ملا۔ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں نے ایک گھر تعمیر کیا۔ پھر جب میں اسے دوبارہ دیکھنے کے لئے گیا تو وہ وہاں پر موجود نہ تھا۔ مَیں نے اس جگہ کھڑے ہوکر نہایت تعجب کے ساتھ کہا کہ یہ گھر کہاں چلا گیا؟ ایسے میں مجھے ایک آواز سنائی دی کہ اسے ایک فرشتہ اوپر اٹھا کر لے گیا ہے۔ پھر اس آواز نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم اس کے بدلہ میں ڈھیروں ڈھیر مال لینا چاہتے ہو یا اس کے بدلہ میں تمہیں آخرت میں ایک گھر دے دیا جائے؟ میں نے کہا میں آخرت کے گھر کو ڈھیروں ڈھیر مال پر ترجیح دوں گا۔

اس رؤیا سے مجھے بہت خوشی ہوئی اور خدا تعالیٰ سے خیر نصیب ہونے کی امید پیدا ہوگئی۔

ہواؤں میں پرواز

علاوہ ازیں مَیں اکثر خواب میں دیکھا کرتا تھا کہ میں ہواؤں میں پرواز کررہا ہوں جبکہ دیگر لوگ زمین پر چل رہے ہیں۔ میں حیران ہوتا تھا کہ میں اکیلا ہی کیوں پرواز کرتا ہوں؟ یہ رؤیا میری زندگی کا حصہ بن کر رہ گیا تھا اور مجھے اس کی تعبیر بھی بیعت کے بعد ہی سمجھ آئی کہ دراصل یہ روحانی آسمان کی فضاؤں میں پرواز کرنے کی الٰہی بشارت تھی۔

خوابوں کی تعبیر

دیگر کئی نومبائعین کی طرح میری ہدایت کا دروازہ بھی ایم ٹی اے کے ذریعہ کھلا۔ مَیں مختلف چینلز بدل بدل کے دیکھ رہا تھا کہ اس دوران ایک ایسا چینل لگ گیا جو دیگر چینلز سے مختلف تھا۔ اس پر اس وقت پروگرام لقاء مع العرب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کچھ فرما رہے تھے۔ چونکہ میری انگریزی اچھی نہ تھی اس لئے مجھے کچھ سمجھ نہ آسکا، لیکن مجھے اتنا پتہ ضرور چل گیا کہ یہ شخص مسلمان ہے۔ میری اہلیہ نے پوچھا تو میں نے اسے کہا کہ یہ یورپی مسلمان ہے۔ اس روز تو ہم ایم ٹی اے پر زیادہ دیر نہ رک سکے۔ لیکن اگلے روز دیکھا کہ اس چینل پر انگریزی میں بولنے والے شخص کا عربی زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا جارہا تھا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ یقیناً عجیب وغریب ہے۔ مَیں اپنی عادت کے مطابق اپنے دوست واحباب کے ساتھ دینی مسائل کے بارہ میں بات کیا کرتا تھا۔ اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ میرے اٹھائے ہوئے سوال تشنہ رہتے تھے۔ نہ تو مجھے ہی ان کے کافی وشافی جوابات کا علم تھا اور نہ ہی میرے حلقۂ احباب میں سے کسی کا جواب تسلی بخش ہوتا تھا۔ لیکن یہ نہایت عجیب امر ہے کہ جب میں گھر آکر ایم ٹی اے لگاتا تو اس پر بعینہٖ اسی مسئلہ کے بارہ میں بات ہورہی ہوتی تھی جس کے جواب کی مجھے تلاش ہوتی تھی۔ یوں کام سے واپسی پر ایم ٹی اے کے سامنے بیٹھ کر انہماک سے اس کے پروگرام دیکھنا میرا معمول بن گیا۔ جب ایسا بار بار ہونے لگا تو مجھے یقین ہوگیا کہ یہ راہنمائی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اسے محض اتفاق نہیں کہا جاسکتا۔

پھر ایم ٹی اے العربیۃ شروع ہوا تو حق وباطل میں کھل کر فرق واضح ہونے لگا۔ گو ہمارا ایمان تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر موجود ہیں لیکن ہمیں ان کی وفات یا حیات میں کوئی فرق نظر نہیں آتا تھا کیونکہ اگر انہوں نے ہماری زندگیوں میں واپس نہیں آنا تھا تو ہمارے لئے ان کی زندگی اور موت برابر تھی۔ لیکن جب ہم نے ایم ٹی اے دیکھا تو اندازہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننے سے اسلامی عقیدہ پر کیا اثرات مترتب ہوتے ہیں، نیز حیات مسیح کے عقیدہ سے اسلام کے دفاع میں کیا کمزوری واقع ہوتی تھی۔

(باقی آئندہ)

”احمدیت کی اصل ترقی تو روحانیت یا معارف وحقائق کی ترقی ہے لیکن کمزور لوگوں کے لئے خدا تعالیٰ نے اِس کو دُنیوی ترقی بھی دی ہے اور دے گا لیکن دُنیوی ترقی اِس کا اصل مقصود نہیں“

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

[یکم نومبر 1936ء کو ایک غیر احمدی مسلمان رئیس حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے قادیان آئے۔ ملاقات کے دوران انہوں نے بعض سوال حضور رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کئے جن کے حضور نے وضاحت سے جواب عطا فرمائے۔ ذیل میں اس مکالمہ پر مشتمل رپورٹ مطبوعہ انوار العلوم جلد 14 صفحہ 295 تا 303 ہدیۂ قارئین ہے۔(مدیر)]

غیر احمدی رئیس: جماعت احمدیہ کوئی مذہبی جماعت نہیں اور دُنیوی طور پر اس نے جس قدر ترقی کرنی تھی کر چکی ہے اس سے زیادہ ترقی نہیں کر سکتی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ: ہر ایک تحریک کی ترقی کے جُدا جُدا اسباب ہوتے ہیں اور ان کو دیکھنا پڑتا ہے لہٰذا احمدیت کی ترقی کے اصل اسباب کو بھی دیکھنا ہوگا۔

مذہبی ترقی کے واسطے ایسے دلائل بھی ہونے چاہئیں جن کو ایک اَن پڑھ بھی سمجھ سکے۔ چنانچہ جب ایک بدوی سے پوچھا گیا کہ ہستی باری تعالیٰ کا کیا ثبوت ہے تو اس نے کہا کہ جب اونٹ کا لیڈنا اونٹ کا ثبوت ہے اور ایک مینگنی بکری کے وجود کو ثابت کرتی ہے تو یہ زمین و آسمان خدا تعالیٰ کے وجود پر کیوں دلیل نہیں!

پس سوچنے والی بات یہ ہے کہ احمدیت کی اِس وقت تک کی ترقی کے اصل اسباب کیا تھے اور کن حالات میں اس نے ترقی کی۔ بعض ترقیات تو آپس میں لازم وملزوم ہوتی ہیں مثلاً کسی کا بادشاہت کی وجہ سے ترقی کرنا یا جیسے اگر کوئی شخص کسی جگہ جائے تو اُس کا کُرتہ اور شلوار بھی اُس کے ساتھ جائے گا مگر کُرتہ اور شلوار اصل مقصود نہیں ہوا کرتے۔ اسی طرح **احمدیت کی اصل ترقی تو روحانیت یا معارف وحقائق کی ترقی ہے لیکن کمزور لوگوں کے لئے خدا تعالیٰ نے اِس کو دُنیوی ترقی بھی دی ہے اور دے گا لیکن دُنیوی ترقی اِس کا اصل مقصود نہیں۔** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی کا اصل مقصود بھی بادشاہت نہ تھی۔ گو خدا تعالیٰ نے عوام کی ہدایت کے لئے حضور اور حضور کے غلاموں کو بادشاہ بنا دیا۔ اور حضور کی دُنیوی حکومت وترقی بھی لوگوں کی ہدایت کا ایک ذریعہ بن گئی۔

احمدیت نے صداقت کو ایسے آسان رنگ میں پیش کیا ہے کہ معمولی سمجھ کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔

چنانچہ ایک شخص پیرا نامی کسی سخت مرض میں مبتلا ہو کر قادیان آیا۔ وہ ایک غریب آدمی تھا اُس کے وارث اُسے یہاں چھوڑ کر چلے گئے۔ چھ ماہ تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محنت سے اس کا علاج کیا۔ جب وہ تندرست ہو گیا تو اُس کے وارث اُس کو لینے کے لئے آئے لیکن اُس نے جانے سے انکار کر دیا اور قادیان میں ہی رہا اور وہیں فوت ہوا۔ وہ بڑی موٹی سمجھ کا آدمی تھا۔ چنانچہ مجھے بچپن کے زمانہ کا اس کا واقعہ یاد ہے کہ وہ چند پیسے لے کر مٹی کا تیل پی جاتا تھا۔ قادیان میں شروع زمانۂ احمدیت میں جبکہ ریل اور تار وغیرہ نہ تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُسے تار دینے کے لئے وقتاً فوقتاً بٹالہ بھیجتے تھے۔ وہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو اسٹیشن پر دیکھا کرتا تھا اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لوگوں کو قادیان جانے سے روکنے کے لئے ہمیشہ بٹالہ اسٹیشن پر آیا کرتے تھے۔ اسی سلسلہ میں مولوی صاحب نے مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری پروفیسر کو بھی بٹالہ سے واپس کر دیا تھا۔ یہ پروفیسر صاحب اب میرے خسر ہیں اور اکثر افسوس کیا کرتے ہیں کہ اگر مَیں واپس نہ جاتا تو صحابہ کا درجہ حاصل کر لیتا لیکن افسوس کہ مَیں واپس چلا گیا۔

غرض اِسی طریق پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ایک دن میاں پیرا سے کہا کہ تُو قادیان مرزے کے پاس کیوں پڑا ہے؟ تُو نے اس کا کیا دیکھا ہے؟ اِس پر پیرے نے کہا۔ مولوی صاحب! میں پڑھا ہُوا تو ہوں نہیں پر ایک بات آپ کو بتا دیتا ہوں کہ آپ کو تو میں ہمیشہ اسٹیشن پر دیکھتا ہوں۔ آپ لوگوں کو قادیان جانے سے منع کرتے ہیں مگر باوجود اس کے لوگ قادیان جاتے ہیں۔ آپ کی جُوتیاں بھی اسی کوشش میں گھس گئیں پر لوگ قادیان جانے سے نہیں رُکتے۔ لیکن مرزا صاحب تو ہمیشہ گھر میں ہی رہتے اور ملاقات کے لئے بھی بسا اوقات لوگوں کو کئی کئی دن انتظار کرنا پڑتا ہے۔ پھر لوگ قادیان کو تو بھاگے چلتے جاتے ہیں لیکن آپ کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ آخر کوئی بات تو ہو گی۔ اس سے آپ سمجھ لیں کہ مرزا صاحب کے پاس کیا ہے۔

غرض مذہب کی صداقت کے عوام کی ہدایت کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے سامان رکھے ہوئے ہیں جن سے اَن پڑھ بھی فائدہ اُٹھا لیتے ہیں۔ ورنہ وہ پِیرا اِس قدر موٹی عقل کا تھا کہ اُس کو نماز تک یاد نہ ہوتی تھی۔ اُسے دو دو روپے تک انعام دینے کے وعدے کئے جاتے تھے کہ پانچ نمازیں پڑھ لے اور یہ انعام لے۔ کئی کئی دن اس کو سُبْحَانَ اللّٰہِ یاد کرانے پر لگ گئے مگر ایسے شخص کی ہدایت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے دلیل رکھی ہوئی تھی۔

پھر کئی آدمی سیاسی طاقت دیکھ کر ساتھ ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ اپنے دُنیوی فوائد کے پیچھے چلتے ہیں۔ بعض اتحاد اور بادشاہت کے رُعب کے زیرِ اثر ہو کر مان لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ مذہب کو دُنیوی ترقی بھی دیتا ہے ورنہ دنیا مذہب کی اصل غرض نہیں ہوتی۔

پس اصل بات یہ ہے کہ دنیا ہمیشہ دین کے پیچھے آتی ہے اور ہمارا تو ایمان ہے کہ دنیا کی تمام بادشاہتیں ہمیں ملیں گی لیکن ہمارا اصل مقصود دین ہے۔

غیر احمدی رئیس: مجھے تو کسی تبلیغ کی ضرورت ہی نہیں۔ مَیں تو کہا کرتا ہوں کہ مجھے تبلیغ کیوں کرتے ہو۔ اگر آپ حق پر ہیں تو دعا کریں۔ آپ کی دعا اگر قبول ہو گئی تو مجھے خود بخود کھینچ لے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ: اس میں تین غلطیاں ہیں۔

اوّل: یہ خیال کرنا کہ ہدایت خود بخود مل جاتی ہے۔

دوم: یہ کہنا کہ تبلیغ کی ضرورت نہیں۔

سوم: یہ کہنا کہ صرف دعا کرنا ہی کافی ہے۔

اِن کی تردید قرآن کریم سے بھی ہوتی ہے اور عقل سے بھی کیونکہ **اگر یہ مانا جائے کہ جس مذہب کی ہدایت خود بخود ہو جائے وہ سچا ہے ورنہ نہیں تو اس طرح گویا یہ ماننا پڑے گا کہ نیکی اور بدی خود بخود پیدا ہوتی ہے اور اس صورت میں نہ تو کوئی مُجرم رہا اور نہ قابلِ تعریف رہا۔** مثلاً سنگِ مرمر اور کیکر کی لکڑی کی قیمت میں تو فرق ہے مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ سنگ مرمر نیک ہے اور کیکر کی لکڑی گنہگار ہے۔ پس ان کی قیمت میں تو فرق ہے لیکن درجے میں کوئی فرق نہیں۔ اسی اصول پر اگر نیکی اور بدی کو بھی خود بخود حاصل ہونے والی مانا جائے تو نہ کسی نیک کی تعریف باقی رہتی ہے نہ کسی بد کی ذلّت ہو سکتی ہے۔ اسی طرح حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ **جبری نیکی سے کسی شخص کی کوئی قدر نہیں رہتی۔** اس طرح تو گویا نیک لوگ خدا کی دی ہوئی ہدایت سے سُدھر گئے اور بد، خدا کے بگاڑنے پر بِگڑ گئے۔ لیکن ہم قرآنِ مجید میں زمین وآسمان کی چیزوں یا ملائکہ کی تعریف نہیں دیکھتے۔ ہاں خدا تعالیٰ کی اپنی تعریف یا انسانوں کی تعریف نظر آتی ہے کیونکہ انسان اپنی عقل و حکمت کے ماتحت نیکی کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ لَوْشَآءَ اللّٰہُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ (النحل:36) اگر خدا ہم سے شرک نہ کراتا تو ہم شرک نہ کرتے۔ وہ ہمیں جبر کر کے ہدایت پر لے آتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی ہے اور فرمایا کہ یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآاُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ (المائدۃ:68) اے رسول! اگر تبلیغ کرتے ہوئے تم نے کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بھی چھوڑ دیا تو گویا تم نے ساری رسالت ہی نہیں پہنچائی اور ہمارا یہ فیصلہ ہوگا کہ تم نے تبلیغ کا کوئی کام نہیں کیا۔

پس اوّل تو قرآن کریم خود تبلیغ کا حکم دیتا ہے۔ آپ اگر جبر کو جائز سمجھتے ہیں تو یہی سمجھ لیں کہ جو تبلیغ کر رہا ہے، وہ بھی خدا کے حکم سے ہی تبلیغ کر رہا ہے کیونکہ اُس کو خدا خاموش نہیں کراتا آپ بھی سنتے رہیں۔ آپ اس کی تبلیغ پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ جب چاہے گا اسے خود بخود چُپ کرا دے گا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہدایت اور ضلالت مَیں نے خود واضح کر دی ہے۔ اور پھر تبلیغ کا حکم فرمایا کہ فَذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی (الاعلیٰ:10) یہاں ”اِنْ“ بمعنی ”قَدْ“ ہے کہ نصیحت کر۔ نصیحت نے ہمیشہ دنیا کو فائدہ دیا ہے۔

دعا بھی وہی تبلیغ کی قائمقام ہو سکتی ہے جس میں کامل انابت الی اللہ ہو۔ دعا درحقیقت کامل انابت الی اللہ کا ہی نام ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ کھڑے، بیٹھے، لیٹے، مومن ہر وقت ذکرِ الٰہی کرتا ہے حالانکہ لیٹے ہوئے تو وہ سو بھی جاتا ہے۔ پس اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ محبت کی چنگاری جو وہ لے کر سوتا ہے جب اُٹھتا ہے تو وہ شُعلہ محبت کا پھر بھڑک اُٹھتا ہے اور خدا کی طرف بندے کو مائل کر دیتا ہے۔

نیز دعا انسان کے اخلاص کے اظہار کا بھی ایک ذریعہ ہے تا کہ انسان کی نگاہ دوسری طرف سے ہٹ کر خدا تعالیٰ کی طرف لگی رہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر دنیا پر نہ تھی گو ”زادالمعاد“ میں آپ کے گھوڑوں، کپڑوں اور اسباب وغیرہ کا ذکر بھی آتا ہے مگر یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر اور اس کے حکم کے ماتحت تھا۔ ایسا ہی قرآن کریم میں حضرت سلیمانؑ کے گھوڑوں اور ان کے محل کا ذکر ہے کہ کئی ہزار گھوڑے تھے لیکن حضرت سلیمانؑ کی نظر اُن پر نہ تھی۔ لیکن جبکہ قرآن کریم میں حضرت سلیمانؑ کو بغیر حساب رزق ملنے کا ذکر ہے اگر وہ ایک لنگوٹی باندھے رکھتے تو یہ وعدۂ الٰہی پورا ہوتا دنیا کس طرح دیکھتی۔ پس الٰہی وعدہ کا ایفاء دکھانے کے لئے حضرت سلیمانؑ نے گھوڑے وغیرہ رکھے تھے ورنہ جب قربانی کا سوال آئے تو یہ لوگ ان چیزوں کی کوئی پروا نہیں کرتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ (موضوعات مُلّا علی قاری صفحہ 35۔ مطبع مجتبائی دہلی 1346ھ) اور جب آپؐ فتح مکّہ کے وقت مکّہ تشریف لے گئے تو صحابہ نے دریافت فرمایا کہ حضور کہاں قیام فرمائیں گے؟ اس پر حضور کی آنکھوں میں بوجہ مکّہ کی محبت کے آنسو آ گئے اور فرمایا کہ مکّہ والوں نے تو میرے رہنے کے لئے کوئی جگہ چھوڑی ہی نہیں۔ (بخاری کتاب المغازی باب اَیْنَ رَکَزَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ عَلَیہِ وَسَلِّم الرَّایَۃَ یَوْمَ الْفَتْح)

انبیاء اور ان کے متبعین کو دنیا سے محبت نہیں ہوتی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ فتح مکّہ کے بعد کی ایک جنگ کے ختم ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال مکّہ والوں میں تقسیم کیا تو ایک نوجوان انصاری نے اعتراض کیا کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور مال مکّے والوں کو بانٹ دیا گیا ہے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا۔ مجھے ایک بات پہنچی ہے۔ انصار بھی سمجھ گئے۔ اور انہوں نے عرض کیا۔ حضور! وہ ایک نادان نوجوان نے بات کہی ہے ہم اس سے اپنی براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ ہمارا اِس سے کوئی واسطہ نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بعض باتیں جب منہ سے نکل جاتی ہیں تو وہ اپنا نتیجہ پیدا کر کے رہتی ہیں۔ تم یہ بات دو طرح کہہ سکتے تھے۔ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ جب مکّہ والوں نے خدا کے رسول کو اپنے شہر سے نکال دیا اور اُس کے رہنے کے لئے کوئی جگہ نہ رہی تو ہم نے اسے پناہ دی اور اپنی جانیں اور اموال لُٹا کر اور اپنی گردنیں کٹوا کر اس کی حفاظت کی اور اسے اپنے گھروں میں جگہ دی لیکن جب اموال آئے تو خدا کا رسول ہمیں بُھول گیا اور اس نے مال اپنے مکّے کے رشتے داروں میں بانٹ دیا اور ہماری کوئی پروا نہ کی۔ لیکن اگر تم چاہتے تو یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ تمام انبیاء ایک عظیم الشان نعمت کی خبر دیتے چلے آئے تھے، وہ یہ کہتے چلے آئے تھے کہ ایک نبی آئے گا اور وہ نہایت بلند عظمت وشان رکھتا ہوگا۔ اس نبی کو خدا نے مکّہ میں پیدا کیا۔ وہ وہاں رہا اور جب خدا تعالیٰ نے اس کے ہاتھ پر مکّہ فتح کیا تو مکّہ والوں نے چاہا کہ اپنے رسول کو اپنے شہر میں لے جائیں لیکن اس وقت خدا تعالیٰ نے مکّہ والوں کو کہا۔ تم اونٹ گھوڑے اور دیگر اموال لے جاؤ لیکن مدینہ والے خدا کا رسول اپنے گھروں کو لے جائیں۔ یہ سُن کر انصار رو پڑے اور اپنی براءت کرنے لگے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بعض باتیں جب منہ سے نکل جاتی ہیں تو اپنا نتیجہ ضرور دکھایا کرتی ہیں۔ اب خدا تعالیٰ نے اس کی سزا کے طور پر یہ فیصلہ صادر فرمایا ہے کہ اے انصار! تم کو ان قربانیوں کے عوض دنیا میں قیامت تک سلطنت نہیں ملے گی۔ ہاں ان کا بدلہ حوضِ کوثر پر تم کو دے دیا جائے گا۔ (بخاری کتاب فرض الخمس باب مَاکَانَ النَّبِیّ صلی اللّٰہ عَلَیہ وسَلم یعطی المؤلفۃ قلوبھم (الخ)) چنانچہ دیکھ لو۔ اسلام میں مغل، پٹھان حتیٰ کہ حبشی بھی بادشاہ ہوئے اور تین سَو سال تک حبشیوں نے بادشاہت کی۔ اور اَور بھی جو قومیں مسلمان ہوئیں اُن کو خدا تعالیٰ نے سلطنت بخشی لیکن انصار 1300 سال سے کسی حصۂ دنیا کے بادشاہ نہیں ہوئے۔ غرض بعض انبیاء کو بادشاہ بنایا گیا اور بعض غربت کی حالت میں ہی دنیا سے گزر گئے لیکن جو بادشاہ بنے ان کو بھی دنیا سے محبت نہیں ہوتی بلکہ اگر

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

تمہیں اپنے کاموں کی تکمیل کے لئے اگر کسی کی مدد کی ضرورت ہے تو وہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے جو حقیقی رنگ میں تمہاری مدد کر سکتی ہے، مدد کرنے کی طاقت رکھتی ہے اور مدد کرتی ہے۔ اور یہ بات اتنی اہم ہے کہ ایک حقیقی مومن کو ہر وقت اسے اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ چاہے وہ مدد اور استعانت کی کوشش ذاتی ضروریات کے لئے ہو یا جماعتی ضروریات کے لئے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہم احمدی ہیں اور ہم نے زمانے کے امام کے ہاتھ پر عہدِ بیعت کیا ہے۔ ہم نے اپنے ہر قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کا عہد کیا ہے۔ ہم نے عُسر اور یُسر، تنگی اور آسائش میں خدا تعالیٰ سے ہی مدد مانگنے اور غیر اللہ سے بیزاری کا عہد کیا ہے۔ ہمیں اپنے عہد نبھانے کے لئے کس قدر اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کے مضمون کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ہم نے ڈوبتے ہوئے دہریہ کی طرح خدا تعالیٰ کو نہیں پکارنا۔ ہم نے اعلیٰ معراج حاصل کرنے والے مومنین کی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت اور استعانت کا ادراک حاصل کر کے اس پر عمل کرنا ہے۔

ہم کمزور ہیں اور ہمارا دشمن بہت طاقتور ہے۔ ہمارے پاس دشمن کے مقابلے کے لئے نہ کوئی دنیاوی طاقت ہے، نہ وسائل ہیں، نہ کسی بھی قسم کا ذریعہ ہے۔ پس ایسے حالات میں ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کے سامنے جھک جائیں۔ اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کی روح کو سمجھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے دَر کے ہو جائیں۔

ہمیں اپنے فرائض کو ادا کرنا نہیں بھولنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی مدد کے طلب کرنے سے کبھی ہمیں غافل نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس کے بغیر ہم دشمن سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ طاقت اتنی بڑی ہے کہ اس کا کوئی دنیاوی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کسی کی مدد کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے تو پھر وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ کوئی دنیاوی طاقت اس کی کامیابی کو روک نہیں سکتی کیونکہ خدا تعالیٰ کی مدد بہت وسیع ہے اور اس کی طاقتیں نہ ختم ہونے والی ہیں۔

دنیا کے ہر ملک اور ہر خطے میں بسنے والے احمدی کا کام ہے کہ کامل اطاعت کے ساتھ خدا تعالیٰ کے آگے جھک جائیں اور اس کی مدد کے طالب ہوں۔ جماعت ایک مضبوط بندھن میں جڑی ہوئی ہے اور ہونی چاہئے۔ یہی جماعت کی خصوصیت ہے کیونکہ اس کے بغیر جماعت، جماعت نہیں رہ سکتی۔ ہر ایک کو دوسرے کے لئے دعائیں کرنے کی ضرورت ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہر وقت ہر جگہ ہر احمدی کے شامل حال ہو۔ اور جب ہماری یہ حالت ہوگی تو خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے حیرت انگیز نظارے ہم دیکھیں گے۔

میں دعا کے لئے دوبارہ یاد دہانی کرواتا ہوں۔ دنیا کے حالات جس تیزی سے بدل رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جماعت کی ترقی کا ذریعہ بنائے۔ یہ ترقی میں روک بننے والے نہ ہوں اور ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے اور اس کی مدد اور نصرت سے فیضیاب ہونے والے ہوں اور ہوتے چلے جائیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 28 / نومبر 2014ء بمطابق 28 نبوت 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''استعانت کے متعلق یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ اصل استمداد کا حق اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے''۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 53۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یعنی تمہیں اپنے کاموں کی تکمیل کے لئے اگر کسی کی مدد کی ضرورت ہے تو وہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے جو حقیقی رنگ میں تمہاری مدد کر سکتی ہے، مدد کرنے کی طاقت رکھتی ہے اور مدد کرتی ہے۔ اور یہ بات اتنی اہم ہے کہ ایک حقیقی مومن کو ہر وقت اسے اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ چاہے وہ مدد اور استعانت کی کوشش ذاتی ضروریات کے لئے ہو یا جماعتی ضروریات کے لئے۔ لیکن عملاً ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی اہمیت کے باوجود اس طرف لوگوں کی عموماً نظر نہیں ہوتی۔ جتنی توجہ ہونی چاہئے وہ نہیں ہوتی۔ ہم میں سے اکثر ایسے ہیں جو بظاہر یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا، میری ضرورت پوری ہو گئی۔ لیکن اگر گہرائی سے جا کر وہ خود اپنے نفس کا جائزہ لیں تو اپنی ضرورتوں کو پوری کرنے کے مختلف ذرائع کو وہ اپنے کام مکمل ہونے یا ضرورت پوری ہونے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جگہ مثالیں دے کر ایسے مختلف مواقع بیان فرمائے ہیں جہاں انسان سمجھتا ہے کہ استعانت اور مدد مختلف لوگوں نے کی ہے۔ یا خود اپنے زور بازو سے اس نے

اپنے مقصد کو حاصل کرلیا اور سب سے پہلی عموماً یہی حالت ہوتی ہے جب انسان سمجھتا ہے کہ میں اپنی ساری ضرورتیں خود پوری کرلوں گا اور اپنی طاقت، اپنے علم، اپنی عقل سے وہ ضرورتیں پوری کر بھی لیتا ہے اور وہ سمجھتا ہے دیکھو مَیں نے اپنی قابلیت اور طاقت اور قوت سے اپنے مسائل خود حل کر لئے۔ اس بات پر گھمنڈ اور فخر کرتا ہے کہ میں کسی سے مدد نہیں لیتا یا مَیں نے کسی سے مدد نہیں لی۔

لیکن بعض دفعہ ایسے حالات آ جاتے ہیں جب وہ اپنی ضرورتیں خود پوری نہیں کرسکتا اور اسے باہر کی مدد چاہئے ہوتی ہے۔ تب اس کی نظر اپنے عزیزوں اور اپنے رشتہ داروں کی طرف جاتی ہے۔ ان سے مدد لیتا ہے اور وہ اس کی مدد کر بھی دیتے ہیں۔ اس وقت اسے خیال آتا ہے کہ رشتہ داری بھی اچھی چیز ہے۔ اگر آج میرے یہ رشتہ دار نہ ہوتے تو مَیں اپنی ضرورتیں پوری نہیں کرسکتا۔

پھر بعض دفعہ یہ صورتحال پیدا ہو جاتی ہے کہ انسان کے اہل وعیال، متعلقین، رشتہ دار اس کے کام نہیں کر سکتے یا اس کے کام نہیں آ سکتے یا نہیں کرتے تب وہ نظر دوڑاتا ہے تو اس کی نظر اپنے دوست احباب پر پڑتی ہے، ملنے والوں پر پڑتی ہے جو اس کے خیال میں اس کی مدد کر سکتے ہیں۔ ان سے مدد لیتا ہے۔ وہ مدد کر بھی دیتے ہیں۔ وہ سمجھتا ہے کہ دوست احباب بھی اچھے ہوتے ہیں جو آڑے وقت میں کام آ جاتے ہیں۔

پھر ایک زمانہ ایسا بھی آتا ہے جب دوستوں کے پاس جائے تو وہ بھی اپنی مجبوریاں بتا دیتے ہیں۔ جائز مجبوریاں ہوں یا کسی سے جان چھڑانے کا بہانہ ہو۔ بہر حال وہ اس کے کام نہیں آ سکتے۔ بعض دفعہ ایسی صورتحال بھی ہوتی ہے کہ دوستوں کے بس میں وہ مدد ہوتی بھی نہیں کہ وہ کر نہیں سکتے۔ ان کی پہنچ سے وہ کام باہر ہوتا ہے۔ تو ایسے وقت میں وہ انسان بعض نظاموں کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اور وہ سلسلہ یا جماعت جس سے وہ تعلق رکھتا ہے وہ اس کی مدد کرتے ہیں اور جب اس کا کام ہو جاتا ہے، اس کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے بلکہ ضرورتیں پوری ہوتی رہتی ہیں تو اس کو خیال آتا ہے کہ سلسلہ یا نظام یا جماعت سے جڑنا بھی اچھی چیز ہے اور اس وجہ سے سلسلہ یا جماعت سے اس کی وابستگی بڑھ جاتی ہے۔ بلکہ مَیں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں کو اس وجہ سے ٹھوکر بھی لگ جاتی ہے کہ مَیں نے فلاں وقت جماعت سے مدد مانگی تھی اور مدد نہیں کی گئی۔ بہر حال یہ صحیح ہے کہ بعض لوگوں کی مرضی کے مطابق اگر کام ہوں تو تبھی یا ان کی مدد ہو تو وہی ان کی جماعت سے وابستگی بڑھانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔

پھر بعض انسانوں کی زندگی میں ایسے مواقع بھی آتے ہیں کہ ان کے اہل وعیال، رشتہ دار، دوست احباب حتی کہ بعض مجبوریوں اور پابندیوں کی وجہ سے نظام اور جماعت بھی کوئی مدد نہیں کرسکتی اور اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اس وقت وہ حکومت جس سے وہ تعلق رکھتا ہے اس کے پاس جاتا ہے۔ حکومت اس کی مدد کرتی ہے۔ اس وقت ایسے انسان کے لئے حکومت ہی سب کچھ ہوتی ہے۔ باقی سب چیزیں پیچھے رہ جاتی ہیں۔ لیکن یوں بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک وقت میں حکومت بھی انسان کا ساتھ نہیں دیتی۔ وہ سمجھتا ہے کہ میرے حقوق مجھے نہیں مل رہے۔ انصاف سے کام نہیں لیا جا رہا۔ تو پھر وہ ان لوگوں کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے جو انسانی ہمدردی کے تحت کام کرتے ہیں اور پھر یہ انسانی ہمدردی رکھنے والے اس کے کام آ بھی جاتے ہیں۔ انسانی ہمدردی کی ایک رَو پیدا ہوتی ہے جو کئی ممالک یا دنیا تک پھیل جاتی ہے اور اس انسانی ہمدردی کی وجہ سے وہ انسان یا وہ گروہ یا وہ چند لوگ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں، اپنے مقصد کو پا لیتے ہیں۔ تب وہ سمجھتے ہیں یا اگر ایک انسان ہے تو سمجھتا ہے کہ تمام دنیا مل کر یا دنیا کی انسانی ہمدردی کی تنظیمیں مل کر اس کے کام آئی ہیں، اَور کوئی اس کے کام نہیں آ سکا۔ اور اگر یہ کام نہ آتیں تو وہ اپنے حقوق اور انصاف کو حاصل کرنے سے محروم رہ جاتا۔

پس اس دنیاوی رشتے کو جو انسانی ہمدردی کے نام پر اس کے حق دلانے میں مددگار ہؤا وہ سب کچھ سمجھتا ہے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 12 صفحہ 120-119)

آجکل تو انسانی حقوق کی تنظیمیں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر قائم ہیں اور کام کر رہی ہیں اور حقوق کے لئے دنیاوی حکومتوں سے جنگیں بھی لڑتی ہیں، قانونی جنگیں لڑتی ہیں، بین الاقوامی دباؤ ڈالنے کی کوشش کرتی ہیں۔ بعض بہت اچھا کام بھی کر رہی ہیں اور مشکل میں گرفتار لوگوں کی مدد بھی کرتی ہیں۔

لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ جب نہ اپنی کوششیں اور تدبیریں کام آتی ہیں نہ رشتہ دار کام آتے ہیں، نہ دوست احباب کام آتے ہیں، نہ قوم یا نظام کام آتا ہے، نہ حکومت اور انسانی ہمدردی کی تنظیمیں کامیابی کا ذریعہ بنتی ہیں یا ان میں اسے کامیابی حاصل کرنا ممکن نظر آتا ہے۔ لیکن پھر بھی اگر کوئی انسان ان سب چیزوں کے باوجود اپنے مقصد کو حاصل کر لے، اسے کامیابی حاصل ہو جائے تو وہ سمجھتا ہے کہ میری کامیابی یقیناً کسی غیبی مدد سے ہوئی ہے اور جتنا کسی کو غیبی مدد کا یقین ہوتا ہے اتنا ہی وہ اپنی کامیابی کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے۔

انسانی ہمدردی کی تنظیموں کا ذکر ہوا تو اس بارے میں تو آجکل احمدیوں کو تو کافی علم ہے۔ مختلف ممالک میں جو اسائلم کے لئے احمدی پھنسے ہوئے ہیں، انتظار میں بیٹھے ہیں۔ کئی ایسی تنظیمیں ہیں بلکہ ایک بڑی تنظیم جو یونائیٹڈ نیشن کی قائم کردہ ہے وہ بھی ہمدردی کی کوشش کرتی ہے لیکن حکومتیں ان کی بھی بات نہیں مانتیں۔ بعض دفعہ ایسے بھی حالات پیدا ہوتے ہیں۔ تو بہر حال جب سارے ایسے حالات پیدا ہو جائیں اور کام بھی ہو جائیں تو انسان سمجھتا ہے کہ کسی غیبی ہستی نے میری مدد کی ہے اور اگر اس کو خدا پہ یقین ہے تو پھر وہ خیال کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرا کام کیا ہے۔ لیکن اگر انسان خدا تعالیٰ پر کامل یقین رکھتا ہو اور یہ بات سمجھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی استمداد کا حق رکھتا ہے، مدد کرتا ہے، مدد دے سکتا ہے تو وہ اس کام کی کامیابی کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرے گا جو کسی بیرونی مدد کے ذریعے اس نے تکمیل تک پہنچایا اور اس حقیقت کو بھی جانتا ہو گا کہ رشتہ داروں، دوستوں، نظام، قوم، حکومت یا انسانی ہمدردی کی تنظیمیں جنہوں نے بھی اس کی مدد کی وہ سب مدد بھی اصل میں خدا تعالیٰ نے ہی کی تھی۔ اور ان تمام ظاہری مددوں کے پیچھے خدا تعالیٰ کا طاقتور ہاتھ تھا۔ لیکن جو لوگ خدا تعالیٰ سے مضبوط تعلق نہیں رکھتے وہ دنیاوی ذرائع کو سب کچھ سمجھتے رہتے ہیں اور انہی کی طرف ان کی توجہ رہتی ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف نظر نہیں اٹھتی۔ لیکن جب یہ تمام ذرائع ناکام ہو جاتے ہیں پھر خدا تعالیٰ یاد آتا ہے۔ کیونکہ اب خدا تعالیٰ کی یاد آنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ تمام دنیاوی ذرائع جو تھے وہ استعمال ہو گئے۔ تب وہ کہتا ہے کہ یا اللہ! تُو ہی مدد کرے تو یہ کام ہو گا۔ سب طاقتوں کا مالک تُو ہی ہے۔ سب تعریفیں تیری ذات کی ہی ہیں۔ پس یہ اس بات کی بھی دلیل ہے اور یہ بات اس طرف بھی اشارہ کر رہی ہے کہ کوئی بڑی سے بڑی تدبیر یا حکومت اور تنظیم ایک محدود طاقت رکھتی ہے۔ اور یہ سب دنیاوی طاقتیں اور تدبیریں ایک حد کے بعد ناکارہ اور بے فائدہ ہو جاتی ہیں۔

مَیں نے ابھی کہا تھا کہ جو لوگ خدا تعالیٰ سے مضبوط تعلق نہیں رکھتے وہ پہلے تو دنیاوی سہاروں کو بہت کچھ سمجھتے ہیں لیکن جب یہ سہارے ناکام ہو جاتے ہیں تو پھر خدا تعالیٰ کی طرف دیکھتے ہیں۔ لیکن صرف خدا تعالیٰ سے مضبوط تعلق رکھنے والوں کی بات نہیں ہے بلکہ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ ایسی مایوسی کی حالت میں دہریہ اور مشرک بھی بے اختیار ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا۔ (بنی اسرائیل:68) یعنی وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاهُ۔ اور جب تمہیں سمندر میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے سوا ہر وہ ذات جسے تم بلاتے ہو ساتھ چھوڑ جاتی ہے اور پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف بچا کر لے جاتا ہے تو اس سے اعراض کرتے ہو اور انسان بہت ہی ناشکرا ہے۔

پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ طوفانوں اور مشکلات میں تو خدا تعالیٰ کو پکارنے لگ جاتے ہو اور جب نجات ہو جائے تو بھول جاتے ہو۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ مشکل وقت میں نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں اور دوسرے سارے مددگاروں کو بھول جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اگر ان کو اس مشکل سے، اس مشکل وقت سے نجات مل جائے تو وہ ہمیشہ خدا ہی کو مدد کا ذریعہ سمجھیں گے، اسے ہی پکاریں گے۔ لیکن خطرہ کے ختم ہوتے ہی دنیاداری، تکبر اور فخر دوبارہ ان میں پیدا ہو جاتا ہے۔ پس انسان انتہائی ناشکرا اور خودغرض ہے۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ کا رحم کس قدر وسیع ہے کہ باوجود یہ علم ہونے کے کہ خشکی پر پہنچ کر یہ خدا تعالیٰ سے بغاوت کریں گے، پھر دُور ہٹ جائیں گے۔ ان کی عاجزی اور انکسار اور دعا اور اضطرار جو ہے یہ عارضی ہے۔ ان کی پھر بھی ان کی اضطرار کی حالت کی دعاؤں کو سنتے ہوئے انہیں بچا لیتا ہے۔ پھر بھی لوگ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نعوذ باللہ ظالم ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں کے بارے میں ایک واقعہ بیان کیا ہے جو خدا کو نہیں مانتے لیکن مشکل وقت میں ان کے منہ سے خدا کا ہی نام نکلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زلزلہ کی پیشگوئی فرمائی اور بڑا زلزلہ آیا۔ اس وقت لاہور میڈیکل کالج کا ایک طالبعلم جو ہر روز اپنے ساتھی طالبعلموں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ہستی کے بارے میں بحث کیا کرتا تھا بلکہ استہزاء کی حد تک چلا جاتا تھا۔ زلزلہ کے دوران وہ جس کمرے میں تھا اسے محسوس ہوا کہ کمرے کی چھت گرنے والی ہے اور یہ یقین ہو گیا کہ اب کوئی طاقت اسے گرنے سے یعنی چھت کو گرنے سے بچا نہیں سکتی تو کیونکہ وہ ہندو خاندان سے تھا، اس کے منہ سے بے اختیار رام رام نکل گیا۔ اگلے دن اس کے دوستوں نے پوچھا کہ تمہیں اس وقت کیا ہو گیا تھا؟ تم تو خدا کو مانتے ہی نہیں۔ تو اس حالت میں رام رام کا شور تم نے مچا دیا۔ ہندوؤں کے نزدیک رام خدا تعالیٰ کے لئے بولا جاتا ہے۔ تو کہنے لگا کہ پتا نہیں مجھے کیا ہوا تھا، میری عقل ماری گئی تھی۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ اس وقت ہی اس کی عقل نے کام کیا اور جب تمام دنیاوی سہارے اس کی نظروں سے چھپ گئے، اوجھل ہو گئے تو اسے ایک ہی سہارا نظر آیا جو سب طاقتوں کا مالک ہے۔ اسے خدا تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی اور مددگار دکھائی نہیں دیا۔

پس جب تک انسان کو دوسرے ذرائع نظر آتے ہیں ان سے کام بنتا رہتا ہے وہ ان کی طرف توجہ دیتا رہتا ہے۔ جب تک وہ دوسرے اسباب نظر آتے رہیں وہ ان اسباب کی، ان ذرائع کی خوشامدیں کرنے میں لگا رہتا ہے۔ کام کروانے کے لئے بلاوجہ خوشامد کو انتہا تک پہنچانے کے لئے دوسروں کی برائیاں بھی کرتا

رہتا ہے۔ایک گناہ کے بعد دوسرا گناہ کرتا چلا جاتا ہے۔لیکن جب کوئی نظر نہ آئے تو خدا تعالیٰ کو پکارتا ہے۔ جب سب طرف سے مایوس ہو جائے، کوئی ظاہری وسیلہ کام نہ کر سکے تو پھر خدا تعالیٰ کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے، اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے، اس کے سامنے اضطرار ظاہر کرتا ہے۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ عظیم اول کا سنایا کرتے تھے بلکہ خود بھی فرمایا کہ میں کئی مرتبہ یہ سنا چکا ہوں کہ ایسی حالت میں جب دہریہ بھی خدا تعالیٰ پر ایمان لے آتے ہیں۔

واقعہ یوں ہے کہ پہلی جنگ عظیم میں 1918ء میں جرمنی نے اپنی تمام طاقت جمع کر کے اتحادی فوجوں پر حملہ کر دیا۔تو اس وقت انگریز فوجوں پر یا اتحادی فوجوں پر ایک ایسا وقت آیا کہ کوئی صورت ان کے بچاؤ کی نہیں تھی۔ سات میل لمبی دفاعی لائن ختم ہوگئی۔فوج کا کچھ حصہ ایک طرف سمٹ گیا، کچھ حصہ دوسری طرف سمٹ گیا۔اور اس میں اتنا خلاء پیدا ہو گیا کہ جرمن فوجیں بیچ میں سے آسانی سے گزر کر پچھلی طرف سے آ کے حملہ کر سکتی تھیں اور انگریز فوج کو تباہ کر سکتی تھیں۔اس وقت محاذ پر جو جرنل تھا اس نے کمانڈر اِنچیف کو اطلاع دی کہ میرے پاس اتنی فوج نہیں ہے۔ یہ صورتحال پیدا ہو چکی ہے۔اس ٹوٹی ہوئی صف کو درست کرنا اب میرے بس میں نہیں رہا۔ یہ ایسا وقت تھا کہ وہ سمجھتے تھے کہ آج ہماری فوج تباہ ہو جائے گی اور انگلستان اور فرانس کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ایسے وقت میں جب وہاں کمانڈر کی تار پہنچی ہے، انتہائی بے بسی کی حالت کی تار کہ بس اب تباہی آئی کہ آئی۔تو جب کمانڈر کی یہ تار پہنچی تو اس وقت وزیر اعظم وزراء کے ساتھ میٹنگ میں بیٹھا تھا۔کوئی اہم مشورہ ہو رہا تھا۔اس وقت جب اطلاع پہنچی تو وزیر اعظم کر ہی کیا سکتا تھا۔ایک تو کوئی زائد فوج موجود نہیں تھی اور اگر ہوتی بھی تو اتنی جلدی اس جگہ فوج بھیجی نہیں جا سکتی تھی۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یورپ کا مذہب بیشک عیسائیت ہے لیکن اگر اسے اندر سے دیکھا جائے، چھان بین کی جائے تو بالکل کھوکھلا ہے اور عملاً لوگوں کی اکثریت مادہ پرست اور دہریہ ہیں۔اور اِس زمانہ میں تو اسّی فیصد عملاً دہریہ ہونے کا اعلان بھی کرتے ہیں۔لیکن بہرحال اس وقت وہ مادہ پرست یورپ جس کی نگاہ عموماً خدا تعالیٰ کی طرف نہیں اٹھتی تھی، اپنے وسائل پر ان کو بڑا گھمنڈ اور مان تھا اور ایسا طبقہ جو حکومت کر رہا ہو اسے تو ویسے بھی اپنی طاقت اور قوت پر بڑا گھمنڈ ہوتا ہے۔ان میں خدا تعالیٰ کا خانہ صرف نام کا ہی ہوتا ہے۔تو ان کے اس وقت سب سے بڑے لیڈر، سردار نے جو اپنی طاقت اور قوت اور شان وشوکت کے فخر میں مست رہتا تھا اور ان کو یقین تھا کہ ہماری اتحادی فوجیں ہیں اب ہم جیت جائیں گے، اس نے بھی محسوس کیا کہ اس وقت کوئی ظاہری مدد نہیں ہو سکتی جو ہمیں اس مصیبت سے نجات دلا سکے۔اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور کہا کہ آؤ ہم خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہماری مدد کرے۔ چنانچہ سب گھٹنوں کے بل جھک کر دعا کرنے لگے۔حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ کیا تعجب ہے کہ وہ اس دعا کے نتیجہ میں ہی اس تباہی سے بچ گئے ہوں۔

پس جیسا کہ مَیں نے یہ آیت پڑھی ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مشکل وقت میں ہر دوسری ذات تمہارا ساتھ چھوڑ جاتی ہے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو ساتھ رہتی ہے، جو کام آتی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اضطرار میں کی گئی جو دعائیں ہیں وہ قبول ہوتی ہیں چاہے دہریہ بھی دعا مانگ رہا ہو۔اللہ تعالیٰ دہریوں کو بھی اپنی ہستی کا ثبوت دینے کے لئے بعض دفعہ نشان دکھاتا ہے۔ اگر اس کی قسمت میں ہو تو وہ نشان ہی اس کی عاقبت سنوارنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور آجکل بھی ایسے کئی واقعات ہوتے ہیں کہ دہریہ کسی نشان کو دیکھ کر خدا تعالیٰ پر یقین لے آتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی کسی نبی یا اس کی جماعت کا مقابلہ کرے اور پھر چاہے وہ جتنی بھی اضطرار کی حالت میں دعائیں کر رہا ہو پھر وہ قبول نہیں ہوتیں کیونکہ یہ دعا اللہ تعالیٰ کی اس تقدیر کے خلاف ہے جس نے ہو کر رہنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس کے انبیاء نے کامیاب ہونا ہے۔بہرحال جرمنی اور انگلستان کی لڑائی میں تو دونوں فریق ایک ہی جیسے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک کی عاجزی سے کی گئی دعا کو سن لیا اور ایسے سامان پیدا ہوئے کہ جرمن فوج کو خبر نہ ہو سکی کہ ان کے سامنے کی صف ٹوٹ چکی ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے اس صف کے ٹوٹے ہوئے ہونے سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اس کا مزید یہ بھی واقعہ ہے کہ اس وقت صرف یہ نہیں ہوا تھا کہ جرمنوں کو پتا نہیں چلا اس لئے جنگ کا پانسا ان کے حق میں نہیں پلٹا بلکہ کمانڈر اِنچیف نے ایک افسر کو بلا کر کہا جس پر اس کو یقین تھا کہ یہ بڑے کام کا آدمی ہے اور کوئی نہ کوئی تدبیر نکال لے گا کہ مجھ سے زیادہ سوال نہ کرنا۔ میدان جنگ کی یہ صورتحال ہے۔ وہاں فوج کوئی نہیں ہے۔صف ٹوٹ چکی ہے۔ راستہ خالی ہے۔اب جاؤ اور کوئی انتظام کرو کہ عارضی طور پر کسی طرح کوئی صف بندی ہو جائے۔ وہ افسر بجائے اس کے کہ کمانڈر اِنچیف سے یہ سوال کرتا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ یہ صف جوڑی جا سکے جب کہ فوجیں اِدھر اُدھر ہو چکی ہیں اور کوئی ذریعہ نہیں، اپنی گاڑی میں بیٹھا۔ سیدھا اس جگہ گیا جہاں غیر فوجی کارکن فوج کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کام کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ وہاں گیا اور اس نے ان کو جمع کیا اور کہنے لگا کہ تمہیں ملک کی خدمت کا بڑا شوق ہوتا تھا اور فوج کو لڑتا دیکھ کر تمہارے جذبات بھی بھڑکتے تھے، دل میں تمنا پیدا ہوتی تھی کہ ہم بھی ملک اور قوم کے کام آ سکیں تو آؤ آج موقع ہے۔ آگے بڑھو اور صف بندی کرو۔ جو تھوڑا بہت اسلحہ تھا انہیں دیا۔ وہ ہزاروں کی تعداد میں جو کارکن تھے ان کو لے گیا اور وہاں کھڑا کر دیا۔ اور بہرحال اس طرح چوبیس گھنٹے گزر گئے اور اس عرصہ میں دوسرے علاقے سے فوج سمٹ کر وہاں پہنچ گئی۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 12 صفحہ 120 تا 122)

تو بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ دنیا دار لوگ بھی مشکل وقت میں جب کوئی سہارا نظر نہ آ رہا ہو تو خدا تعالیٰ کے سہارے کو پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تدبیر تو اپنی جگہ ہے، جو ہوتی ہے۔ تو وہ لوگ جو مادہ پرست ہیں جب ایسے نظارے دکھاتے ہیں تو جن لوگوں کا دعویٰ اور اوڑھنا بچھونا ہی خدا تعالیٰ کی طرف نظر رکھنے کا ہے اور ہونا چاہئے ان کو کس قدر اس بات کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ ہماری نظر ہر وقت خدا تعالیٰ کی طرف رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لئے یہ دعا سکھائی ہے جو ہر نماز میں پڑھنے کا حکم ہے اور ہر رکعت میں پڑھنے کا حکم ہے تا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہماری نظر نہ ہٹے۔ کبھی ہم دنیاوی سہاروں کی طرف نظر نہ رکھیں۔ کبھی ہم پہلے یہ نہ سوچیں کہ دنیاوی سہاروں کی طرف پہلے رجوع کرو اور خدا تعالیٰ کی طرف بعد میں۔ ہاں ظاہری تدبیر کا بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کرو اور کرنی چاہئے۔ لیکن توکّل جو ہے خدا تعالیٰ کی ذات پر ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ جب سمندر کے طوفان میں پھنس گئے تو خدا تعالیٰ کو پکارنا شروع کر دیا۔ جب صفیں ٹوٹ گئیں تو پھر خدا یاد آیا۔ بلکہ ہر نماز کی ہر رکعت میں یہ دعا سکھا کر خدا تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ میری طرف اور صرف میری طرف تمہاری نظر ہونی چاہئے۔ اور یہ دعا ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (الفاتحہ:5)۔ ایک لمبی حدیث ہے، اس میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ کہتا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے اور میرے بندے نے جو کچھ مانگا ہے میں اسے دوں گا۔

(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ......حدیث نمبر 878)

پس کیا یہ مسلمانوں کی خوش قسمتی نہیں کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کی قبولیت کی ضمانت دیتا ہے۔ لیکن یہ مستقل ضمانت اس وقت بنتی ہے جب عبادت کی طرف اور خالص ہو کر عبادت کی طرف مستقل نظر رہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا صرف مشکل وقت میں گرفتار ہو کر وہ دعا نہ ہو۔ یہ تو دہریہ بھی کر لیتے ہیں۔ ایسی دعا نہیں ہونی چاہئے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہم احمدی ہیں اور ہم نے زمانے کے امام کے ہاتھ پر عہدِ بیعت کیا ہے۔ ہم نے اپنے ہر قول وفعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کا عہد کیا ہے۔ ہم نے عُسر اور یُسر، تنگی اور آسائش میں خدا تعالیٰ سے ہی مدد مانگنے اور غیر اللہ سے بیزاری کا عہد کیا ہے۔ ہمیں اپنے عہد نبھانے کے لئے کس قدر اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے مضمون کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ہم نے ڈوبتے ہوئے دہریہ کی طرح خدا تعالیٰ کو نہیں پکارنا۔ ہم نے اعلیٰ معراج حاصل کرنے والے مومنین کی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت اور استعانت کا ادراک حاصل کر کے اس پر عمل کرنا ہے۔ جس کا دعویٰ ہے کہ ہماری ساری قوت ہماری ساری طاقت اور ہمارا مکمل سہارا خدا تعالیٰ کے سامنے خدا تعالیٰ کے آگے جھک جانے میں ہے۔ ہمیں جائزہ لینا چاہئے کہ ہم نے اس کے لئے کیا کرنا ہے اور کیا کر رہے ہیں۔ کیا ہماری عبادتیں اور ہماری خدا تعالیٰ سے مدد کی پکار کا وہ معیار ہے جو خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے معیار کے مطابق ہے؟ یا روزانہ بتیس مرتبہ فرض نمازوں میں طوطے کی طرح اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کو دھراتے ہیں اور بس کام ختم ہو جاتا ہے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہم کمزور ہیں اور ہمارا دشمن بہت طاقتور ہے۔ ہمارے پاس دشمن کے مقابلے کے لئے نہ کوئی دنیاوی طاقت ہے، نہ وسائل ہیں، نہ کسی بھی قسم کا ذریعہ ہے۔ پس ایسے حالات میں ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کے سامنے جھک جائیں اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی روح کو سمجھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے دَر کے ہو جائیں۔ آج دنیا میں شیطانی حملے کی انتہا ہوئی ہے۔ ہر جگہ ہمارے راستے میں مشکلات کھڑی کی جا رہی ہیں۔ مسلمان کہلانے والے بھی ہماری دشمنی میں بڑھ رہے ہیں کہ ہم نے زمانے کے امام کو کیوں مانا اور غیر بھی حسد میں بڑھ رہے ہیں کہ جماعت دنیا کی توجہ اپنی طرف کھینچنے والی بن رہی ہے اور اس حسد کی ایک ہلکی سی جھلک گزشتہ دنوں جرمنی میں مختلف ذرائع سے میڈیا کی جماعت مخالفت میں بھی نظر آتی ہے۔ یقیناً یہ حسد اور مخالفت کی آگیں اپنی آگ میں خود جل جائیں گی۔ انشاء اللہ۔ لیکن ہمیں اپنے فرائض کو ادا کرنا نہیں بھولنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی مدد کے طلب کرنے سے کبھی ہمیں غافل نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس کے بغیر ہم دشمن سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ طاقت اتنی بڑی ہے کہ اس کا کوئی دنیاوی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کسی کی مدد کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے تو پھر وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ کوئی دنیاوی طاقت اس کی کامیابی کو روک نہیں سکتی کیونکہ خدا تعالیٰ کی مدد بہت وسیع ہے اور اس کی طاقتیں نہ ختم ہونے والی ہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ کی ذات محدود ہے، نہ اس کی صفات محدود ہیں۔ پس اس کے آگے جھکنا ہر احمدی کا کام ہے اور اس سے مدد چاہنا ہی ہر احمدی کا کام ہے۔ یہ کام صرف پاکستان کے احمدیوں کا نہیں ہے کہ وہ تو بہت زیادہ مشکلات میں

گرفتار ہیں یا بعض مسلمان ممالک میں رہنے والے احمدیوں کا نہیں ہے بلکہ دنیا کے ہر ملک اور ہر خطے میں بسنے والے احمدی کا کام ہے کہ کامل اطاعت کے ساتھ خدا تعالیٰ کے آگے جھک جائیں اور اس کی مدد کے طالب ہوں۔ جماعت ایک مضبوط بندھن میں جڑی ہوئی ہے اور ہونی چاہئے۔ یہی جماعت کی خصوصیت ہے کیونکہ اس کے بغیر جماعت، جماعت نہیں رہ سکتی۔ ہر ایک کو دوسرے کے لئے دعائیں کرنے کی ضرورت ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہر وقت ہر جگہ ہر احمدی کے شامل حال ہو۔ اور جب ہماری یہ حالت ہوگی تو خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے حیرت انگیز نظارے ہم دیکھیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے۔ جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پروا نہیں کرتا‘‘۔ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 137۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس کثرت اور بار بار کی دعا ہماری کامیابیوں کا راز ہے۔ اس طرف ہمیں بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں کہ جو مشکلات بھی ہمیں درپیش ہیں خواہ وہ کسی گروہ کی کھڑی کی ہوئی ہیں یا حکومتوں کی کھڑی کی ہوئی ہیں یا حاسدین نے معاشرے میں فساد پیدا کرنے کے لئے کھڑی کی ہیں، اس کے لئے چاہے میڈیا کو استعمال کیا گیا ہے یا کوئی اور ذریعہ استعمال کیا گیا ہے یا جو لوگ اس کام میں مصروف ہیں کہ جماعت کی عزت پر کیچڑ اچھالا جائے اُن سب کے خلاف اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔ اور ہم کسی اور سے مدد کی امید رکھتے بھی نہیں ہیں، نہ رکھ سکتے ہیں۔ یہ دعا کرنی چاہئے کہ اگر ہمارے قصوروں نے اس اللہ تعالیٰ کی نصرت کو پیچھے ڈال دیا ہے تو ہم پر رحم کرتے ہوئے ہمیں معاف فرما اور اپنی ناراضگی کی حالت سے ہمیں نکال کر ہمیں ان لوگوں میں شامل کر لے جن پر تیرے فضلوں اور انعاموں کی بارش ہر وقت ہوتی ہے۔ اور جن کو اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا حقیقی فہم و ادراک حاصل ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’دیکھو اللہ تعالیٰ نے اِیَّاکَ نَعْبُدُ کی تعلیم دی ہے۔ اب ممکن تھا کہ انسان اپنی قوت پر بھروسہ کر لیتا اور خدا سے دُور ہو جاتا۔ اس لئے ساتھ ہی اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی تعلیم دے دی کہ یہ مت سمجھو کہ یہ عبادت جو مَیں کرتا ہوں اپنی قوت اور طاقت سے کرتا ہوں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی استعانت جب تک نہ ہو اور خود وہ پاک ذات جب تک توفیق اور طاقت نہ دے کچھ بھی نہیں ہو سکتا‘‘۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 422۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس اہم حقیقت کو بھی ہمیں ہر وقت سامنے رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس اہم مضمون کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں دعا کے لئے دوبارہ یاد دہانی کرواتا ہوں۔ دنیا کے حالات جس تیزی سے بدل رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جماعت کی ترقی کا ذریعہ بنائے۔ یہ ترقی میں روک بننے والے نہ ہوں اور ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے اور اس کی مدد اور نصرت سے فیضیاب ہونے والے ہوں اور ہوتے چلے جائیں۔

بقیہ: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ایک رئیس سے مکالمہ

............از صفحہ نمبر 4

ان سے خدا تعالیٰ کروڑوں روپیہ کا مطالبہ کرے اور وہ ان کے پاس ہو تو وہ خوشی سے اس کو حاضر کر دیتے ہیں۔ چنانچہ تاریخوں میں آتا ہے ایک جنگ کے موقع پر حضرت عمرؓ نے ارادہ کیا کہ وہ قربانی میں حضرت ابوبکرؓ سے بڑھ جائیں گے۔ اس سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کبھی اپنے گھر سے نصف مال نہیں لائے تھے۔ اس کو دیکھتے ہوئے حضرت عمرؓ نے آدھا مال گھر سے لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ لیکن ان کے آنے سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا مال لا چکے تھے۔ اور وہ مال اِس قدر تھا کہ اسے دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو؟ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا جو کچھ گھر میں تھا، وہ سب یہاں لے آیا ہوں اور اب اللہ اور اس کے رسول کا نام ہی گھر میں چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو محبت کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ کو بڈھا کہا کرتے تھے ورنہ وہ چند سال ہی ان سے بڑے تھے یہ دیکھ کر کہنے لگے اس بُڈّھے نے تو مجھے شکست دیدی اور یہ ہمیشہ ہی مجھ سے بڑھ جاتا ہے۔

(ترمذی ابواب المناقب۔ باب مناقب ابی بکر الصدیق)

پھر جمع دولت کے لحاظ سے اگر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف فوت ہوئے تو اڑھائی کروڑ روپیہ کی جائیداد انہوں نے چھوڑی (اسد الغابة فی معرفة الصحابة الجزء الثالث صفحہ 317۔ مطبوعہ مصر 1286ھ) لیکن اگر اللہ تعالیٰ ان سے یہ بھی طلب کرتا تو وہ خوشی سے ساری جائیداد پیش کر دیتے۔ **غرض اصل میں ساری دُنیوی ترقیات خدا تعالیٰ ہی دیتا ہے اور دعا کے ذریعہ اخلاص کا پتہ لگتا ہے۔**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ انسان کے اخلاص کا پتہ تبھی لگ سکتا ہے جب اس کے اندر طاقت ہو۔ اگر ایک نامرد اپنی عصمت کا اور نابینا بدنظری سے بچنے کا دعویٰ کرے۔ یا ایک بے دست و پا آدمی یہ کہے کہ میں نے اپنی ساری عمر میں کسی کو نہیں مارا، تو ان کا یہ دعویٰ محض عَبث ہوگا۔ جب ان میں گناہ کرنے کی طاقت ہی نہیں تو ان کا پاکیزگی یا پرہیزگاری کا دعویٰ کرنا بالکل فضول ہے۔

غرض انابت الی اللہ کے ماتحت بار بار دعا کر کے انسان کو چاہئے کہ وہ خدا کی طرف جُھکا رہے۔ اور اگر کسی کے پاس لاکھوں روپیہ ہے اور اس کو پانچ روپے کی ضرورت پڑ گئی ہے تو وہ یہ نہ کہے کہ مجھے روپیہ کی کیا پروا ہے میرے پاس لاکھوں روپے ہیں۔ وہ ایماندار تبھی کہلائے گا جب وہ کہے گا کہ میرا یہ کام خدا تعالیٰ ہی کرے گا روپیہ پر میرا کوئی اعتبار نہیں۔ میرا توکّل خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے۔

علاوہ ازیں **دعا ایک سہارا اور ایک سواری ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ میں ہر ایک طاقت کے سلب کر لینے کی قدرت بھی ہے اس لئے دعا کے ذریعہ ہر وقت اُس کی حفاظت و اعانت طلب کرتے رہنا چاہئے۔** اور اگر انسان کے پاس کچھ بھی نہیں اور اُس کو ہزاروں لاکھوں روپوں کی ضرورت پڑ گئی ہے تب بھی وہ یہ کہے گا کہ پروا نہیں، میرا خدا میری اِس ضرورت کو پورا کر دے گا اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے ایک دفعہ کوئی شخص اپنا قرضہ لینے آیا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ اس نے جانے کے لئے اصرار کیا۔ آپ نے فرمایا ٹھہرو۔ تب ایک مریض باہر سے آیا اور ایک تھیلی ساتھ لایا۔ وہ تھیلی بند کی بند لے کر قرض خواہ چلا گیا۔ کسی نے پوچھا۔ کیا ان روپوں کو تم نے گِن لیا ہے۔ اس نے کہا۔ اس میں پورے ہی روپے ہیں، مَیں نے دیکھ لئے تھے۔ تو خدا تعالیٰ مومن سے ایسا سلوک بھی کیا کرتا ہے۔

اسی طرح ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے۔ ان کو کسی نے ایک پُڑیا ہدیہ میں دی۔ انہوں نے وہ واپس کر دی کہ یہ میری نہیں کیونکہ میری ضرورت سے آٹھ آنہ اس میں کم ہیں۔ تب اُس پیش کرنے والے نے کہا: مَیں بُھول گیا۔ ایک اور شخص نے بھی ہدیہ دیا تھا اور پھر اُس میں آٹھ آنے زیادہ کر دیئے۔ تب اُس بزرگ نے اسے لے لیا اور کہا۔ اب یہ رقم میری ہے کیونکہ مجھے اِسی قدر رقم چاہئے تھی جو خدا نے دیدی۔ تو عارف کو بروقت امداد مل جایا کرتی ہے۔ ایک کروڑ پتی مومن کروڑوں روپیہ کی موجودگی میں بھی ڈرے گا کہ اگر خدا تعالیٰ ان کو لے لے تو یہ کیا چیز ہے۔ اور اگر مومن فقیر ہوگا اور اُس کو کروڑ کی ضرورت پڑے گی تو وہ کہے گا یہ رقم موجود ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی قدرت پر نظر رکھے گا۔ غرض ایک کروڑ پتی کی دعا بھی اسی طرح چلتی رہے گی جس طرح ایک فقیر کی۔ ورنہ ایک امیر کو جس قدر نعمت ملے گی اُتنا ہی اس کا دعا کا خانہ کم ہوتا جائے گا حالانکہ خدا تعالیٰ دنیا تو مومن کو بطور انعام دیا کرتا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کچھ آدمی اونٹوں پر سفر کر کے حاضر ہوئے لیکن وہ اونٹوں سے اُتر کر اتنی جلدی آپؐ کے پاس پہنچے کہ اس عرصہ میں اونٹوں کو باندھا نہیں جا سکتا تھا۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹوں کا کیا کر آئے ہو۔ وہ کہنے لگے حضور ان کو خدا کے توکّل پر چھوڑ آئے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ جاؤ اور اُن کے گھٹنے باندھو اور پھر توکّل کر کے آؤ (ترمذی ابواب صفة القیامة باب اعقلها وتوكل)۔

غرض دعا کا عملی حصہ توکّل کہلاتا ہے اور دعا بھی سامانوں کی موجودگی میں استعمالِ اسباب کے ساتھ مل کر رنگ دکھایا کرتی ہے۔

لیکن جہاں خدا تعالیٰ نے کوئی نشان دکھانا ہوتا ہے وہاں بغیر رعایتِ اسباب بھی مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری ایام میں حضور کو کھانسی بہت ہوگئی۔ ڈاکٹر عبدالحکیم جو مرتد ہو چکے تھے انہوں نے قادیان کے اخبارات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیماری کا ذکر پڑھ کر اپنا یہ الہام شائع کر دیا کہ مرزا صاحب کو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ سِل ہوگئی ہے (میرے نزدیک انہیں الہام نہیں ہوتا تھا اور جن الہامات کو پیش کرتے تھے وہ ان کے دماغی نقص کا نتیجہ تھے)۔ اُن دنوں مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تیماردار تھا اور نوجوان تھا اور نوجوانوں کی طبیعت تیز ہوتی ہے۔ مَیں بڑی احتیاط سے پرہیز کراتا۔ اُن دنوں باہر سے کچھ پھل بطور تحفہ آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان میں سے کیلا لے کر کھانا شروع کر دیا۔ مَیں نے روکا کہ آپ کو تو نزلہ کھانسی ہے اور اس میں یہ مُضِرّ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفہ اوّل اُن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معالج تھے۔ مَیں نے کہا مولوی صاحب کیلے سے منع کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسکراتے گئے اور کیلا کھاتے گئے۔ آخر فرمایا۔ مجھے ابھی الہام ہؤا ہے کہ کھانسی ہٹ گئی اِس لئے میں نے کیلا کھا لیا ہے تا کہ آزمائش ہو جائے کہ کھانسی ہٹ گئی ہے یا نہیں۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پھر کھانسی بالکل نہیں ہوئی۔ **تو جہاں منشائے الٰہی کے ماتحت کوئی نشان دکھانا مقصود ہوتا ہے وہاں تقدیرِ خاص کے ماتحت اکیلی دعا ہی نتیجہ دکھا دیتی ہے ورنہ قرآن مجید کے عام اَحکام نافذ ہوتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے خاص اِذن کے آنے تک دونوں باتیں دعا اور توکّل یعنی دعا اور رعایتِ اسباب مل کر چلیں گی۔**

لکھا ہے کہ سید عبدالقادر صاحب جیلانیؒ بعض اوقات کئی کئی ہزار روپیہ کا کپڑا پہنتے تھے۔ جب ان پر اِسراف کا اعتراض ہوا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں تو ننگا رہنے کو بھی تیار ہوں۔ اور مَیں تو نہیں کھاتا جب تک خدا مجھے نہیں کہتا کہ اے عبدالقادر! تجھے میری ذات ہی کی قسم ہے کہ یہ کھا۔ اور مَیں نہیں پہنتا جب تک خدا مجھے نہیں کہتا کہ اے عبدالقادر! تجھے میری ذات ہی کی قَسم ہے کہ یہ پہن۔ ورنہ میں تو بھوکا اور ننگا رہنے کو بھی تیار ہوں۔ غرض جب تک انسان ایسے مقام پر نہ پہنچ جائے اُس وقت تک دعا، توکّل اور تبلیغ تینوں چیزیں اکٹھی چلتی ہیں۔

قرآن کریم میں دعا کا بھی حکم ہے کہ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المؤمن:61) **اور تبلیغ کا بھی حکم ہے کہ** بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ **اور پھر فرمایا کہ** ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَأْمَنَهٗ (التوبة:6) کہ مخالفینِ اسلام کو بلاؤ اپنے پاس رکھو، ان کو خوب تبلیغ کرو اور پھر ان کو اگر وہ نہ مانیں تو بحفاظت ان کے مقام پر پہنچا دو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک جوشیلا عرب قادیان میں آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور باقی احباب نے اسے خوب سمجھایا لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ یہ شخص تبلیغ سے نہیں بلکہ دعا سے سمجھے گا اور اس پر دعا کا حربہ اثر کرے گا۔ چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا فرمائی تو دوسرے دن ہی وہ خود مسجد میں آ کر لوگوں سے کہنے لگا کہ مَیں نے غور کیا ہے وفاتِ مسیح کا یہ ثبوت ہے اور صداقتِ مسیح موعود کا یہ ثبوت ہے اور خود ہی دلائل دینے لگ گیا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے خود ہی اُسے دلائل سکھا دیئے اور اس نے بیعت کر لی۔ پھر وہ شخص اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔ جب میں حج کو گیا تو مجھے وہاں جا کر معلوم ہوا کہ وہاں لوگ کہتے ہیں کہ یہاں ایک شخص یوسف نامی تھا۔ وہ ایک قافلہ کے ساتھ مل کر ایک ہندوستانی کو مسیح و مہدی کہتا تھا اور لوگوں کو باتیں سناتا جاتا تھا اور قافلے کے ساتھ ساتھ چلتا جاتا تھا۔ لوگ اس کو مارتے اور وہ بیہوش ہو جاتا مگر جب اسے ہوش آتا تو وہ بھاگ کر پھر قافلے سے آ ملتا اور تبلیغ کرنے لگ جاتا۔ پھر معلوم نہیں اُس کو مار دیا گیا یا وہ فوت ہو گیا۔ عرب میں اِس کا کوئی پتہ نہیں لگ سکا۔ غرض جب اللہ تعالیٰ نے اُس کو سمجھایا تو اُس نے اِس قدر جوش سے تبلیغ کی کہ جس کی نظیر مشکل سے ملتی ہے۔ پس کہیں کہیں ایسے واقعات بھی رونما ہو جاتے ہیں۔‘‘

(انوار العلوم جلد 11 صفحہ 295 تا 303)

کاسرِ صلیب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عیسائیت کے خلاف کامیاب جہاد اور اس کے عظیم الشان اثرات

غلام مصباح بلوچ۔ استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا

دوسری قسط

رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا اجراء

عیسائیت کی مشنری سرگرمیوں میں ان کے اخبارات ورسائل کا بھی کردار تھا، درجنوں کی تعداد میں یہ رسائل تھے اور ہزاروں کی تعداد میں ان کی اشاعت تھی۔1902ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مغربی ممالک میں اسلام کی اصل آواز پہنچانے کے لیے ایک ماہوار انگریزی رسالہ The Review of Religions کا آغاز فرمایا اور یوں عیسائیت کے اسلام کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے کے فوری جواب بھی موقع پر ہی شائع ہونے لگے۔

ایک آسٹریلوی اخبار The Register لکھتا ہے:

"*The Review of Religions* ..... The magazine is of interest as indicating the character of the hostility which Christian missionaries encounter in India.

(The Register, Adelaide Wednesday 26 February 1902 page 3 column 5)

یہاں یہ مبصر صاحب ریویو آف ریلیجنز جیسے علمی رسالے کو انڈیا میں عیسائی مشنریز کو پیش آنے والی معاندانہ طرز عمل کی ایک جھلک قرار دیتے ہیں حالانکہ جو hostility عیسائی مشنریز نے پیدا کر رکھی تھی اس کا کوئی ذکر نہیں، ریویو آف ریلیجنز جیسی علمی کاوشیں تو اس بداندیش اور متعصبانہ فضا کا جواب تھیں جو ان مشنریز نے اسلام کے خلاف پھیلائی ہوئی تھیں اسی وجہ سے اس رسالے کے نکلنے پر پادریوں کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔

ایک امریکی مشنری جریدے نے "Mirza Gulam Ahmad's Magazine" کے عنوان سے اس رسالے کی خبر شائع کی۔ (The Baptist Missionary Magazine August 1903 by American Baptist Missionary Union)

آسٹریلوی شہر ایڈیلیڈ کا ہی ایک اور اخبار A CURIOUS DOCUMENT کی سرخی کے تحت لکھتا ہے:

A pamphlet has reached us from a place called Qadian, Punjab, India. **If the contents were more convincing they would probably creat a sensation throughout the world the like of which has never been known......**

(The Advertiser, Adelaide Wednesday 27 August 1902 page 4 column 5)

جب قادیان سے نکلنے والے ان اشتہارات و رسائل کی بیرونی ممالک ترسیل میں اضافہ ہوا تو نیوزی لینڈ کے ایک صاحب نے لکھا:

"But there is one point on which I am puzzled. Who pays for this extensive printing and posting? And what is the motive? I cannot tell why these things are printed in India and posted to all the ends of the earth..."

(The Otago Witness, New Zealand, Issue 2560, 8 April 1903 page 5)

بہرحال حضرت اقدس علیہ السلام کے اس پیغام کے نتیجے میں مغرب سے عقیدتمندی کے خطوط بھی آئے کہ اس نورانی تصویر اور روحانی پیغام میں ایک عجیب کشش ہے۔ دوسری طرف پادریوں نے اس پُرکشش اور پُراثر پیغام سے بچانے کے لیے اپنے لوگوں کو متنبہ کرنے کی کوشش کی۔ مثلاً ایک دفعہ English Church Union کے سیکرٹری نے قادیان سے آنے والے ایک خط کا مضمون اخبار میں درج کرا کے آخر میں لکھا:

"The E.C.U. utters a warning against the attractions of this great Indian religion."

(Waiapu Church Gazette, New Zealand, Vol: XV, Issue: 7, February 2, 1925 page 14)

یا یہ کہہ کر قارئین کی توجہ ہٹانے کی کوشش کی گئی کہ یہ عقائد جمہور مسلمانوں کے نہیں ہیں بلکہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ہیں۔ چنانچہ 1912ء میں حضرت اقدس علیہ السلام کی ''مضمون بالا رہا'' کی مصداق کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے انگریزی ترجمہ The Teaching of Islam پر تبصرہ کرتے ہوئے پادری William St. Clair Tisdall (1859-1928) نے آخر پر لکھا:

"Readers of the booklet should be warned against fancying that it represents the doctrines of "Orthodox" Islam. It does not to any real extent."

(The Moslem World Vol:II, 1912, page 319)

حالانکہ ٹسڈل صاحب یہ بھول گئے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے افکار و عقائد کو بھی تو یہود کے جمہور علماء نے ردّ کیا تھا۔ بہرحال یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری بستی ''قادیان'' کو اسلام کا اصل پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کی توفیق ملی اور مُرسَل الیہ لوگ قادیان کی تبلیغ اسلام کی کاوشیں دیکھ کر یہ کہہ رہے تھے کہ

"the little town of Qadian seems to be a kind of modern Mecca"

(the Register, Adelaide, Saturday, April 20, 1918. page 4 column 1 under "literary letter")

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مخالفین کی گواہیاں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کی ایک بنیادی اور اہم شہ سرخی ''عشق رسولؐ'' ہے۔ یہ بات ہر وہ شخص جانتا ہے جس نے آپؑ کی تحریرات اور سیرت کا مطالعہ کیا ہوا ہے۔ یہ عشق رسولؐ ہی تھا جس نے آپ کے دل میں عیسائیت کے جھوٹے الزامات کے خلاف جوش پیدا کیا۔ آپؑ خود فرماتے ہیں:

مَدَحْتُکَ یَا مَحْبُوْبُ مِنْ صِدْقِ مُھْجَتِیْ
وَ لَوْ لَاکَ مَا کُنَّا اِلَی الشِّعْرِ نَرْغَبُ

کہ اے میرے محبوب (محمدؐ)! اپنی جان و دل کی سچی محبت کی وجہ سے ہی میں نے آپ کی مدح کہی ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم شعر کہنے کی طرف کبھی راغب بھی نہ ہوتے۔

آپؑ کے اس عشق رسولؐ پر عیسائی پادری بھی گواہی دے گئے ہیں۔

❁ پادری J. Murray Mitchell حضرت اقدس علیہ السلام کے بارے میں لکھتا ہے:

"Although **Ghulam Ahmad never mentions the name of Mohammed without invoking the blessing of God upon him,** yet on very important points he abandons the doctrines of the Koran."

(The Missionary Review of the World, Vol: XVII (new series) February 1904 page 98, Funk & Wagnallis Company New York)

یعنی گو کہ (حضرت مرزا) غلام احمد کبھی بھی محمد (ﷺ) کا نام آپؐ پر درود پڑھے بغیر نہیں لیتے مگر پھر بھی بعض اہم باتوں میں قرآنی عقائد کو بھی نہیں مانتے۔ (یہاں قرآنی عقائد کو نہ ماننے سے مراد وفات مسیح وغیرہ جیسے مسائل ہیں)۔

❁ فورمین کالج لاہور کے ایک عیسائی پروفیسر Sirajud Din, B.A. نے اپنے ایک مضمون بعنوان Mirza Ghulam Ahmad میں لکھا:

"All his writings resound with the one note that Christ died like all other mortals and is no longer living.... **But he is determined to make him smaller than Mohammed at any cost.**"

(The Missionary Review of the World, Vol: XX No:10 page 751 October 1907 printed in the United States of America)

❁ ایک اور مصنف E. J. Bolus M.A., B.D. لکھتے ہیں:

"The Ahmadiyya is determined at all costs to clear the character of the Prophet."

(The Influence of Islam by E. J. Bolus page 110, Lincoln Williams, Temple Bar Publishing Company Ltd. St. Martin's Court W.C.2 1932)

❁ معروف برطانوی مشنری سکالر Rev. Lewis Bevan Jones (1880-1960) اپنی کتاب "The People of the Mosque" میں حضرت اقدس علیہ السلام اور آپ کی جماعت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"He was shrewd enough to see that the supreme issue lay between the founders of the two faiths...Christ or Muhammad. It is as though **they have determined that what Muhammad cannot be, Christ shall not be**."

(The People of the Mosque page 279 by L. Bevan Jones
Student Christian Movement Press, 58 Bloomsbury St., London,
Printed in Great Britain 1932)

یعنی ان (احمدی) لوگوں نے ٹھان لی ہے کہ جو کچھ محمد (ﷺ) نہیں ہو سکتے وہ مسیح بھی نہیں ہونے پائیں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر یسوع مسیح کی توہین کا الزام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عشق رسول کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ نے حضرت محمد ﷺ پر لگنے والے بیہودہ اور لچر اعتراضات پر تحمل اور برداشت کے ایک عرصہ بعد جواباً یسوع مسیح کا انجیلی خاکہ پیش کیا جس پر عیسائی مشنریز نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر یسوع مسیح کی توہین کا بھی الزام لگا دیا اور آپؑ کے متعلق "blasphemous"، "bigoted" اور "virulent" وغیرہ جیسے الفاظ بھی لکھے ہیں۔ ان کے نزدیک مسیح ہونے کا دعویٰ کرنا ہی اپنی ذات میں توہین عیسیٰ مسیح ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کے الزام کے جواب میں تو بہت کچھ لکھا جا چکا ہے جس کو دہرانے کی یہاں ضرورت نہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپؑ کے بار ہا منع کرنے کے باوجود عیسائی پادریوں کے آنحضرت ﷺ پر بیہودہ الزامات و اعتراضات سے تنگ آ کر بالآخر جواباً انجیلی یسوع کا نقشہ کھینچا ہے اور بتایا ہے کہ آپ کے معیار ثبوت کے مطابق تو یسوع مسیح پر بھی بائبل کی رو سے یہ باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اس موضوع پر آپؑ کی دو کتابیں زیادہ مشہور ہیں ایک 'نور الحق' حصہ اول اور دوسری 'نور القرآن' حصہ دوم، اور یہ دونوں کتابیں دو عیسائی پادریوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ یعنی 'نور الحق' حصہ اول جو پادری عماد الدین کی نہایت دلآزار کتاب 'توزین الاقوال' کے جواب میں لکھی گئی اور 'نور القرآن' حصہ دوم جو پادری فتح مسیح کی آنحضرت ﷺ پر بدزبانی کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ حضور علیہ السلام کی دونوں کتابوں کے ٹائٹل پیج پر درج قرآنی آیتیں ہی اس اعتراض کا جواب ہیں:

'نور الحق' حصہ اول پر تحریر ہے: وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا (اور اگر تم (اس طریق پر) واپس آئے تو ہم بھی آئیں گے)۔

اور 'نورالقرآن' پر تحریر ہے: وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰئِکَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ (جو شخص مظلوم ہونے کے بعد انتقام لے اُس پر کوئی الزام نہیں)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہمیں کسی کے ساتھ بغض و عداوت نہیں۔ ہمارا مسلک سب کی خیر خواہی ہے، اگر ہم آریوں یا عیسائیوں کے برخلاف کچھ لکھتے ہیں تو وہ کسی دلی عناد یا کینہ کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ اس وقت ہماری حالت اس جراح کی طرح ہوتی ہے جو پھوڑے کو چیر کر اس پر مرہم لگاتا ہے۔ نادان بچہ سمجھتا ہے کہ یہ شخص میرا دشمن ہے اور اس کو گالیاں نکالتا ہے مگر جرّاح کے دل میں نہ غصہ ہے نہ رنج، نہ اُس کو گالیوں پر کوئی غضب آتا ہے، وہ ٹھنڈے دل سے خیر خواہی کا کام کرتا چلا جاتا ہے۔''

(ذکر حبیبؑ از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ 143)

توہین کے اعتراض کے جواب میں معروف برطانوی مشنری سکالر Rev. Lewis Bevan Jones (1880-1960) (پرنسپل ہینری مارٹن سکول لاہور) کا ایک منصفانہ بیان کافی ہے۔ انہوں نے Murray T. Titus کی کتاب Indian Islam میں احمدیوں کے متعلق گیارہ صفحاتی تعارف میں ایک باب The Polemic یعنی (احمدیوں کا یسوع مسیح اور مسیحیت کے خلاف) نزاع کے متعلق تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"there is much here about the Ahmadiyyas, their extravagant praise of Mohammed and of Islam, and their polemic, at times unseemly, against Christianity and Christ. **In so far as Christian writers have provoked them to such polemic we can only hang our heads in shame.** But whatever the cause, it is now an exhibition of a lamentable spirit."

(the muslim world vol: XX 1930 page 416,417)

یعنی (زیر تبصرہ کتاب Indian Islam میں) احمدیوں کی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسلام کی حد سے زیادہ تعریف اور مسیحیت اور (یسوع) مسیح کے خلاف متنازع طرز عمل کے بارے میں بھی بہت کچھ ہے **جس حد تک کہ عیسائی مصنفین نے اُن (احمدیوں) کو اس متنازع طرز عمل کے لیے انگیخت کیا ہے اس کے لیے ہم محض اپنے سر شرم سے جھکا ہی سکتے ہیں۔ بہرحال وجہ جو بھی ہو اب یہ ایک درد بھرے جذبات کا اظہار ہے۔**

(نوٹ: مولوی حضرات بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف یہی الزام لگاتے ہیں۔ پادری زویمر نے اپنی کتاب "The Disintegration of Present-day Islam" کے پانچویں باب Attitude towards Christ and Christianity میں اخبار اہل حدیث، النجم، دی کامریڈ اور مصری اخبار المنار وغیرہ کے بھی اسی طرز عمل یعنی "Jesus of the Gospel not Isa of the Quran" کا ذکر کیا ہے۔)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف مقدمہ بازی کی فضا

عیسائیوں کے اخبارات نور افشاں (لدھیانہ)، تحفہ سرحد بنوں (مالک و پروپرائیٹر Dr. T. L. Pennel) (الحکم 6 دسمبر 1906ء صفحہ 7)، مسیحی تجلی اور Epiphany (کلکتہ) وغیرہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف سرگرم تھے۔ بعض دیسی پادریوں کی طرف سے حضرت اقدس علیہ السلام کے خلاف کتابیں لکھنے کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ پادریوں نے آپؑ پر جھوٹے مقدمہ بازی کا حربہ آزما کر بھی آپؑ کو گرفتار کرانے کی کوششیں کیں، اور پھر یہ کہ حکومت وقت کو بھی آپؑ کے متعلق خفیہ سازشوں، چالوں اور بغاوت کی منصوبہ بندیوں کا تاثر دے کر بدظن کرنے کی کوشش کی۔

پادری عماد الدین نے لکھا:

"It looks to me as if a number of men in the same secret had formed a Committee, with the Mirza Sahib as Chairman, the purpose of which is to secure, by making Messianic claims, a large Muhammadan following, and then when the time is ripe, to make a political demonstration against the peace of the country."

(توزین الاقوال صفحہ 5 بحوالہ Mirza Ghulam Ahmad, the Mehdi Messiah of Qadian صفحہ 25 مولفہ H. D. Griswold۔ دی امریکن ٹریکٹ سوسائٹی لدھیانہ 1902ء)

انہی افواہوں کو تقویت دینے کے لیے اخبار The Civil and Military Gazette نے 24/اکتوبر 1894ء کے پرچے میں حضرت اقدس علیہ السلام کے خلاف ایک اشتعال انگیز مضمون لکھا۔ Dr. Griswold نے اپنے 1902ء والے پیپر میں صفحہ 11,12 پر بھی حضرت اقدسؑ کے ایک اقتباس کو کہ جہاد موجودہ حالات میں منع ہے، Pope Gregory XIII کے ساتھ ملایا جس نے حکومت برطانیہ کے تحت رہنے والے کیتھولکس کو ملکہ برطانیہ Elizabeth 1 کی فرمانبرداری کی اجازت دیتے ہوئے کہا تھا کہ جب تک تم اتنے طاقتور نہیں ہو جاتے کہ ان کا مقابلہ کر سکو تب تک ان کی فرمانبرادری میں رہو۔ یہ مشابہت دینے کے بعد Griswold لکھتے ہیں:

"We will give Mirza Sahib the benefit of doubt..."

(Mirza Ghulam Ahmad, The Mehdi & Messiah of Qadian page 12, Ludhiana 1902)

مانانوالہ کے عیسائی واعظ بوٹا مل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھا:

''شاید سلطنت مغلیہ کے زوال کا دل میں کانٹا چبھتا ہے۔''

(بدر 6/جولائی 1905ء صفحہ 2 کالم 3)

1897ء میں عیسائیوں کے طرف سے عدالت میں حضرت اقدسؑ کے خلاف پادری ہنری مارٹن کلارک کے قتل کے اقدام کا مقدمہ درج کرایا گیا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے عدالت عالیہ نے آپؑ کو تمام الزامات سے بری قرار دیا اور اس طرح یہ خطرناک چال بھی ناکام ہوگئی۔

مجھ پر ہر اِک نے وار کیا اپنے رنگ میں
آخر ذلیل ہو گئے انجامِ جنگ میں

دعویٰ مہدویت

عیسائی پادریوں نے جہاں ایک طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مسلمانوں کے مروجہ (لیکن خلاف قرآن) عقائد کو ہتھیار بنایا ہوا تھا وہاں مسلمانوں میں رائج بعض دیگر خلاف حقیقت عقائد کو بھی اسلام کے خلاف استعمال کیا ہوا تھا۔ مثلاً جہاد بالسیف اور خونی مہدی جیسے موضوع کو بڑھا چڑھا کر پیش کر کے مغرب میں لوگوں کو اسلام سے متنفر کیا جا رہا تھا۔ حکم و عدل کے منصب پر فائز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس لحاظ سے بھی اسلام کے متعلق پھیلائی گئی ان بد اندیش سرگرمیوں کا خاتمہ کیا اور خونی مہدی کے تصور سے اسلام کی جو تصویر عیسائی پادری مغرب میں دینا چاہتے تھے اس پر پانی پھیر دیا۔

امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی کے ایک مایہ ناز پروفیسر Crawford H. Toy نے 1905ء میں ایک مضمون بعنوان "The Muslim Peril" لکھا جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے نظریہ جہاد کو بطور دلیل پیش کیا ہے کہ موجودہ زمانے میں اسلام کا معقول طبقہ بھی اسی نظریہ کا حامی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"An interesting indication of the tendencies of Moslem opinion in India is afforded by the statements of a newly arisen Messiah, Mirza Ghulam Ahmad... *(the last Messiah has been sent to preach his word in peace, and to abolish jihad with the sword.)* .... There is reason to believe that this view of the *jihad* is shared by all the intelligent Moslems of India, and that under existing conditions a Moslem insurrection there is in the highest degree improbable, if not quite impossible."

(Munsey's Magazine Vol: 33, 1905 page 319,320)

❁ The Moslem Peril کے عنوان کے تحت ہی نیوزی لینڈ کے ایک اخبار نے مسلمان حلقوں میں اٹھنے والی مہدوی تحریکات کی شدت پسندی کے نتیجے میں دنیا میں پائی جانے والی تشویش کا اظہار کیا لیکن ہندوستان کے مسلمانوں کے متعلق لکھا کہ عام طور پر یہ لوگ حکومت برطانیہ کے وفادار ہیں خاص طور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

"this new apostle of the faith declares that the last Messiah has been sent to preach his word in peace, and to abolish the "*jihad*" or proselytising by the sword."

(Auckland Star, Vol: XXXVI, Issue 171, July 19, 1905 page 4)

حضرت اقدسؑ کی بعثت کے بعد بعض غیر احمدیوں کا بیان کردہ وفات مسیحؑ کا عقیدہ

حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے اعلانِ وفات مسیح ناصریؑ سے جہاں عیسائی کیمپس میں کھلبلی مچ گئی تھی وہاں مسلمان حلقوں کو بھی عیسائیت کے خلاف ایک قاطع و صارم دلیل ہاتھ آ گئی تھی اور گو کہ وہ اپنے موعود امام پر ایمان تو نہ لائے لیکن اپنے مورچوں میں اُس کے ہتھیار ضرور استعمال کیے، یا کم از کم اتنا اقرار ضرور کیا کہ عیسائیت کا مقابلہ بجز مسیح ناصریؑ کی وفات کے ممکن نہ تھا۔

برصغیر کے مشہور مسلمان سکالر سید امیر علی شاہ صاحب (1849-1928ء) (جو کہ سر سید احمد خان صاحب کے ساتھیوں میں سے تھے) اپنے ایک مضمون Christianity from the Islamic standpoint میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت سے بچنے کے متعلق مسلمانوں کی رائے میں لکھتے ہیں:

"According to the Moslem traditions, the Jewish Messiah was at the last moment saved by divine agency from an ignominious death. The orthodox belief is that he was translated to heaven, whilst the rationalist explains the disappearance on more intelligible hypotheses.....

The rationalistic Moslem belief that Jesus was rescued .... is based on some solid facts. He was apparently kept concealed for a time from his enemies. But the atmosphere of Jerusalem was fraught with the greatest danger. Accordingly, after giving his final instructions, the Prophet betook himself to the regions of the East,

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

where, safe from Jewish persecution, he could peacefully pursue his great mission and where he eventually died.

آخری بات کے متعلق نیچے حاشیہ میں لکھا ہے:

A recent Moslem writer asserts that the tomb of a prophet called Nabi Isa is still pointed out in the country north of Cashmere.

(The Hibbert Journal vol: iv October 1905 - July 1906 page 248-250, London)

(سیدامیر علی شاہ صاحب کا تقلید پسند مسلمانوں کے متعلق بیان تو سمجھ میں آتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے علاوہ کون سا اعتدال پسند اور معقولی پہلو رکھنے والا مسلمان طبقہ ہے جو مسیح ناصریؑ کی یروشلیم سے مشرق کی طرف ہجرت اور پھر طبعی وفات کا قائل ہے۔ناقل)

❁ مشہور مصری عالم علامہ محمد رشید رضا صاحب (1865-1935ء) نے اپنی تفسیر ''المنار'' میں سورۃ نساء کی آیت 158 کی تفسیر میں ﴿اَلْقَوْلُ بِھِجْرَۃِ الْمَسِیْحِ اِلَی الْھِنْدِ وَ مَوْتِہٖ فِی بَلْدَۃِ (سِری نَکْرا) فِی کَشْمِیر﴾ کے تحت حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی بیان کردہ ہجرت مسیح اوروفات مسیحؑ کا ذکر کرکے لکھا ہے:

''..... فَفِرَارُہٗ اِلَی الْھِنْدِ وَ مَوْتُہٗ فِی ذَالکَ الْبَلَدِ لَیْسَ بِبَعِیْدٍ عَقْلًا وَ لَا نَقْلًا۔''

(تفسیر المنار تالیف السید محمد رشید رضا ، الجزء السادس صفحہ 42,43 - تفسیر سورۃ النساء زیر آیت وَ قَوْلِھِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ، وَ مَا قَتَلُوْہُ وَ مَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ ....) الطبعۃ الثانیۃ ۔ دارالمنار بمصر 1367ھ)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہندوستان چلے جانا اور وہاں جا کر وفات پانا عقلی ونقلی لحاظ سے کوئی ناممکن بات نہیں۔

❁ مولانا نور محمد صاحب نقشبندی تحریر فرماتے ہیں:

''اسی زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بڑی جماعت لے کر اور حلف اُٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا لوں گا ..... مگر حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر بجسمِ خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لیے اُس کے خیال میں کارگر ہوا تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہوگئے اور لیفرائے اور اُس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰؑ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح سے فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ مَیں ہوں اور اگر تم سعادتمند ہو تو مجھ کو قبول کر لو۔ اِس ترکیب سے اُس نے لیفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو اپنا پیچھا چُھڑانا مشکل ہو گیا اور اِس ترکیب سے اُس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی۔''

(دیباچہ معجز نماں کلاں قرآن شریف اصح المطابع دہلی مطبوعہ 1934ء)

❁ علامہ محمد اقبال صاحب بیان کرتے ہیں:

''جہاں تک مَیں اس تحریک کا مفہوم سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ مرزائیوں کا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک فانی انسان کی مانند جامِ مرگ نوش فرما چکے ہیں نیز یہ کہ اُن کے دوبارہ ظہور کا مقصد یہ ہے کہ روحانی اعتبار سے ان کا ایک مثیل پیدا ہوگا کسی حد تک معقولیت کا پہلو لئے ہوئے ہے۔''

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ہفتم صفحہ 199 از دوست محمد شاہد صاحب)

❁ جناب خواجہ محمد عباد اللہ اخترؔ بی اے امرتسری اپنی کتاب ''دمشق'' مطبوعہ 1911ء میں لکھتے ہیں:

''مذہب عیسوی مسیحؑ کی ذات سے اس قدر وابستہ ہے کہ اگر نصاریٰ یقین کرلیں کہ عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں تو یہ مذہب بھی مردہ ہے۔''

(''دمشق'' صفحہ 50 از خواجہ محمد عباد اللہ اختر بی اے امرتسری۔ روز بازار سٹیم پریس امرتسر۔ 1911ء ۔ شیخ عبدالعزیز پرنٹر)

مزید لکھتے ہیں:

''.... مسیحؑ صلیب پر ضرور لٹکائے گئے مگر صلیب پر وفات نہیں پائی اور نہ اس قدر عرصہ میں کوئی شخص صلیب پر مرسکتا تھا البتہ ان پر ایسی غشی طاری ہوگئی تھی کہ لوگوں کو شبہ ہو گیا تھا کہ وہ مر گئے ہیں۔ بے ہوشی کے عالم میں انہیں صلیب سے اتارا گیا اور مُردہ سمجھ کر ایک قبر میں رکھا گیا جس کا نقشہ اس کتاب میں ہم لکھ چکے ہیں۔جس وقت وہ ہوش میں آئے خود بخود قبر سے نکل آئے۔''

(''دمشق'' صفحہ 54)

❁ پاکستان کی ایک مشہور شخصیت ڈاکٹر اسرار احمد صاحب (بانی انجمن خدام القرآن) نے باوجود احمدیہ مخالف ہونے کے ARY ٹی وی چینل کے ایک پروگرام میں درج ذیل بیان دیا:

''اصل میں ایک خاص دور تھا کہ جب اسلام کے خلاف عیسائی تھے .... اُس (مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ناقل) نے اُن عیسائی مشنریز کے ساتھ مناظرے کیے اور غلام احمد نے انہیں شکستیں دیں۔ اور ایک زبردست جو violent تحریک اُٹھ گئی تھی .... آریہ سماج۔ تو آریہ سماج کے لوگوں سے بھی اُس نے مناظرے کیے اور انہیں شکستیں دیں.... **ان چیزوں کی وجہ سے علماء کی آنکھ کا تارا بن گئے۔**''

(ماہنامہ ''السلام'' مارچ 2005ء۔ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 10 مارچ 2006ء صفحہ 14 کالم 1)

افسوس کہ اسلام دشمنوں کو شکست دینے والا وہ چاند چہرہ اور آنکھ کا تارا اب ان علماء کو ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔

(باقی آئندہ)

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''حقیقت میں تمام برکتیں یک رنگی اور خدا ترسی میں ہی ہیں جن کا عکس کبھی نہ کبھی خویش اور بیگانہ پر پڑ جاتا ہے۔ اور جس پر خدا راضی ہے آخر اُس پر خلق اللہ بھی راضی ہو جاتی ہے''۔

(مجموعہ اشتہارات حصہ اوّل صفحہ 53۔ مطبوعہ انگلستان)

ٹورنٹو کتاب میلہ میں احمدیہ مسلم جماعت کی شرکت

انصر رضا۔ مبلغ سلسلہ کینیڈا

امسال میٹرو ٹورنٹو کنونشن سنٹر، ٹورنٹو کے وسیع وعریض ہال میں 14 نومبر تا 16 نومبر ایک کتاب میلہ منعقد کیا گیا جس میں 193 نمائش کنندگان نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے احمدیہ مسلم جماعت کینیڈا کو بھی اس میں شرکت کی توفیق عطا ہوئی۔ نمائش سے ایک روز پہلے وان جماعت کے رضا کاران نے کتابوں اور بینرز کے ذریعہ اپنے سٹال کو سجایا۔ ان بینرز میں ایک بینر خاص طور پر لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا رہا جس پر سیّدنا حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر نمایاں طور پر شائع کی گئی تھی اور اس کے اوپر جلی حروف میں THE MESSIAH HAS COME تحریر تھا۔ اسی روز نمائش کی انتظامیہ کی طرف سے ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں پریس اور میڈیا کو دعوت دی گئی تھی۔

منتظمین کے مطابق اس نمائش میں بیس ہزار لوگ شریک ہوئے جن میں ایک اچھی خاصی تعداد دیگر شہروں سے آئی تھی جن کے مطابق ان کا ٹورنٹو آنے کا واحد مقصد اس نمائش میں شریک ہونا تھا۔ جگہ کے چناؤ کے لئے ہماری کسی خصوصی درخواست کے بغیر محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے منتظمین کی جانب سے جماعت کے سٹال کے لئے جو جگہ مختص کی گئی تھی وہ داخلی راستے اور گزرگاہ کے عین درمیان اور اس کی طرف سامنا کئے ہوئے تھی جس کے باعث ہر گزرنے والا شخص لازمًا ہمارے سٹال کی طرف متوجہ ہوتا تھا۔ اس طرح، بحمد اللہ، بیس ہزار لوگ جماعت کے نام سے متعارف ہوئے۔ تینوں روز اطمینان بخش تعداد میں مرد و خواتین ہمارے سٹال پر تشریف لائے، گفتگو کی اور کتابیں خریدیں۔ ایک بھارتی نژاد مسلمان شخص جو وہاں سیکیورٹی پر متعین تھا بار بار ہمارے سٹال پر آیا اور قرآنی پیشگوئیوں پر مشتمل بینر بڑے غور سے پڑھتا رہا۔ پھر اس نے کہا کہ اسے اس بارے میں مزید بتایا جائے۔ اس نے کہا کہ وہ اس سے بہت متاثر ہوا ہے اور جس طرح جماعت اسلام کی ترویج واشاعت کر رہی ہے وہ قابل تعریف ہے۔ اسی طرح دیگر انتظامی کارکنان بھی ہمارے پاس رک کر اسلام احمدیت کے متعلق معلومات لیتے رہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے رہے۔ ایک سعودی شخص نہایت غور سے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کو دیکھتا رہا اور پھر اپنی خاموشی کو توڑتا ہوا ہم سے حضورؑ اور جماعت کے متعلق سوال کرتا رہا۔ اس کے مطابق اس نے آج سے پہلے جماعت کے متعلق کبھی نہیں سنا تھا۔ ایک مسلمان خاتون نے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کتاب REVELATION, RATIONALITY... کی مختصر ورق گردانی کی اور اتنی متأثر ہوئی کہ اس کے دو نسخے خرید لئے۔ اس کے بعد اس نے اسلام میں عورتوں کے حقوق کے متعلق کتب بھی خریدیں۔ بہت سے لوگ جماعت کے متعلق سوال کرتے رہے۔ چند معترضین نے عالم اسلام کی موجودہ صورتحال اور داعش، القاعدہ اور طالبان جیسی تنظیموں کے متعلق چبھتی ہوئی باتیں کیں جن کا معقول اور اطمینان بخش جواب سننے پر ان کا تأثر تبدیل ہوتا نظر آیا۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مختلف ممالک کی پارلیمنٹس سے امن کے موضوع پر خطابات پر مشتمل کتاب WORLD CRISIS & THE PATHWAY TO PEACE نہ صرف سٹال پر آنے والوں کو بلکہ تمام نمائش کنندگان کو جن کی تعداد 193 تھی مفت تقسیم کی گئی۔ چند ایک کے سوا تمام نمائش کنندگان نے شکر گزاری اور تحسین کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے اس تحفہ کو قبول کیا۔

چونکہ یہ نمائش صبح دس بجے سے رات آٹھ بجے تک جاری رہتی تھی اس لئے تینوں روز وانؔ جماعت اور مسی ساگاؔ جماعت سے تعلق رکھنے والے احبابِ کرام دو دو کی تعداد میں دو شفٹوں میں یہاں خدمات بجالاتے رہے۔ اس نمائش کے لئے مکرم نیشنل سیکرٹری صاحب تبلیغ اور مکرم نیشنل سیکرٹری صاحب اشاعت کے ساتھ ساتھ مکرم امیر صاحب وان امارت، مکرم سیکرٹری صاحب تبلیغ وان امارت اور مقامی صدران کا بھرپور تعاون حاصل رہا۔ اللہ تعالیٰ رضا کاران سمیت ان تمام احبابِ کرام کو اس خدمت وتعاون کی بہترین جزاء عطا فرمائے اور ہماری ناچیز مساعی کے شیریں ثمرات عطا فرمائے۔ آمین!

☆......☆......☆

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

بقیہ: خطاب حضور انور برموقع جلسہ سالانہ یوکے 2014ء ......از صفحہ 2

مجھے معلوم ہے کہ یہ لوگ عام لوگوں کی طرح کلام نہیں کرتے اور اپنے نفس سے نہیں بولتے بلکہ الہام اور کشف کی بِنا پر کلام کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی کی روشنی میں جب میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی تو فوراً میں نے کہا کہ یہ شخص یقیناً آسمان کی طرف سے مبعوث ہے۔ اور میں نے فوراً بیعت کر لی۔ یہ پھر لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے عاشق صادق کے لئے فدا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

پھر مصر سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ میری بیعت کی تفصیل یہ ہے کہ پانچ سال قبل ایم ٹی اے العربیۃ جب شروع ہوا تو اتفاق سے مجھے یہ چینل مل گیا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھتے ہی شرح صدر ہو گیا کہ یہ شخص کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ پروگرام دیکھنے سے ایمان میں اضافہ ہوا۔ اس کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کلاس روم میں داخل ہوا ہوں جہاں حضرت امام مہدی اپنے طلباء کو پڑھا رہے ہیں۔ جب میں داخل ہوا تو حضور علیہ السلام نے مجھے گلے سے لگا لیا۔ اس کے بعد میری تسلی ہوگئی۔ لکھتے ہیں کہ بیعت فارم ارسال کرنے میں اس لئے تاخیر ہوئی کہ میرے اندر بہت سی کمزوریاں اور گناہ اور معاصی پائے جاتے ہیں اور میں ان سے خلاصی پانے کی کوشش بھی کرتا رہا کیونکہ ان کے ساتھ تو شرائط بیعت پر عمل نہیں ہوتا۔ دوسری طرف گھر والوں کے ردّعمل کا بھی خوف تھا۔ اب دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میری بیعت قبول فرمائے اور مجھے جماعت کے خادمین میں سے بنائے۔

پھر مراکش سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ خواب میں دیکھا کہ میں ایک ایسی مسجد میں ہوں جس کی دیواریں سفید ہیں اور میں محراب کے قریب لیٹا ہوں۔ آپ آتے ہیں اور مجھے گلے لگاتے ہیں (یہ مجھے لکھ رہے ہیں) اور زور سے دباتے ہیں جس سے میرے اندر ویسا ہی جوش پیدا ہو جاتا ہے جیسے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے مطالعے سے ہوتا ہے۔ دعا کریں کہ اپنے نفس کے اور دوسروں کے حق ادا کرنے کی مجھے توفیق عطا ہو۔

پھر الجزائر سے ایک خاتون لکھتی ہیں۔ میں احمدی نہیں ہوں لیکن ان بے شمار لوگوں میں سے ہوں جو آپ کے دل موہ لینے والے پروگرام بڑی محبت اور دلجمعی کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ آپ کے پروگرام میری خاص توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ مجھے آپ کا مختلف موضوعات کو پیش کرنے اور ان پر بحث کرنے کا طریق، نہایت مختلف امور کی نہایت اعلیٰ تفصیل بہت پسند ہے۔ یہ ایم ٹی اے الحوار والوں کو لکھ رہے ہیں۔ یہ ایسی باتیں ہیں جنہوں نے ہمیں اسلام کو ایک مختلف نظر سے دیکھنے پر مجبور کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے پروگرام مزد یکھنے کے بعد میری اسلام کے ساتھ محبت میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔

ایک پادری انارشاوی صاحب کہنے لگے کہ کاش آپ اپنے خلیفہ صاحب کو یہ بتائیں کہ بہت سے لوگ آپ کی تائید کرتے ہیں۔ کہنے لگے کہ چرچ مادی اور روحانی دونوں لحاظ سے مفلس ہو چکا ہے۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ چرچ کو حقیقی مسیح کے خلیفہ کے حوالے کردو۔ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے خود عملاً چرچ کو خلیفہ کے حوالے کر دیا ہے۔ اس لئے اب مخلوقات کی ضرورت نہیں رہی کہ حوالے کرے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خلیفہ کی تائید فرمائے تا کہ وہ دنیا کو خدا کی رضا کی منزل تک پہنچائے۔

تحریک وقف نو

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال واقفین نو کی تعداد میں تین ہزار چار سو بیالیس (3442) واقفین کا اضافہ ہوا ہے اور اس اضافے کے ساتھ واقفین کی کل تعداد چوّن ہزار ایک سو پینتیس (54135) ہو گئی ہے۔ لڑکوں کی تعداد تینتیس ہزار ایک سو انیس (33119) اور لڑکیوں کی تعداد اکیس ہزار سولہ (21016) ہے۔ پاکستان میں یہ تعداد سب سے زیادہ ہے اور اس کے بعد بیرون پاکستان سب سے زیادہ جرمنی میں ہے۔ دوسرے نمبر پر انگلستان ہے۔ اور تیسرے نمبر پر انڈیا۔ چوتھے نمبر پر کینیڈا۔

مخزنِ تصاویر

مخزنِ تصاویر کا جو شعبہ ہے اس کے تحت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا کام ہو رہا ہے اور تصویروں کی نمائشیں لگ رہی ہیں اور ان کے ذریعے سے تبلیغ کے بھی مواقع پیدا ہو رہے ہیں۔

جماعتی ویب سائٹ

alislam.org کی جو ہماری ویب سائٹ ہے اس کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یو ایس اے، کینیڈا، پاکستان، بھارت اور برطانیہ سے رضا کار کام کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اٹھارہ کتب اور خلفائے سلسلہ کی اٹھارہ کتب ای بک کی شکل میں تبدیل ہو چکی ہیں جو آئی فون، آئی پیڈ اور کِنڈل پر پڑھی جاسکتی ہیں۔ میرے تمام خطبات اور تقاریر آڈیو ویڈیو کی صورت میں الاسلام ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ اٹھارہ زبانوں میں خطبہ جمعہ کی آڈیو ویڈیو اور انگریزی خلاصہ سلائڈز اور پی ڈی ایف upload کی جاتی ہیں۔ دو نئی Apps روزنامہ الفضل اور Ask Islam شائع کی گئی ہیں۔ Android اور Apple کی تمام devices پر ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ Samsung TV پر ایم ٹی اے کی App شائع کی گئی ہے اور مزید Apps پر کام جاری ہے جن میں خلافت جوبلی کی دعائیں، شارٹ کمنٹری اور اذان شامل ہے۔ قرآن کریم کے اردو اور انگریزی تراجم اور تفاسیر کے علاوہ تینتالیس زبانوں میں تراجم آن لائن available ہیں۔ اس سال آٹھ ہزار سات سو ویڈیوز کو پچیس لاکھ مرتبہ دیکھا گیا ہے۔

پریس اینڈ میڈیا آفس

پریس اور میڈیا آفس بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا کام کر رہا ہے اور جماعت احمدیہ کا پریس کے ذریعے سے دنیا میں کافی بڑا exposure ہوا ہے۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے تحت بھی اس وقت پندرہ ڈیپارٹمنٹس کام کر رہے ہیں جس میں 282 مرد اور 42 خواتین شامل ہیں۔ 348 افراد میں سے کل 42 واقفین یا ملازمین ہیں باقی سب والنٹیئرز ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف نئے پروگرام اور لائیو پروگرام بھی شروع کئے گئے ہیں۔ لوگ ان کو بڑا پسند کر رہے ہیں۔ ایم ٹی اے کی نئی اَپ لِنک (uplink) سہولت بھی مہیا کی گئی ہے۔ جلسہ سالانہ یوکے پر چار علیحدہ نشریات اس سال یہاں سے ہو رہی ہیں جن میں ایم ٹی اے ون، ایم ٹی اے تھری العربیۃ کی معمول کی جلسہ نشریات کے علاوہ غانا ٹی وی کے ذریعہ سے غانا کے لئے تینوں دن خصوصی نشریات کا اہتمام ہوگا۔ سیرالیون ٹی وی کی معاونت سے سیرالیون میں جلسہ کے تینوں روز وہاں کے لوکل ٹی وی پر تین تین گھنٹے کے خصوصی پروگرام کی براہ راست نشریات حدیقۃ المہدی سے پیش کی جائیں گی۔ ایم ٹی اے پر انگریزی زبان کے چوبیس گھنٹے کے نئے چینل کی فزیبلٹی (feasibility) مکمل کر لی گئی ہے اور جائزہ لیا جا رہا ہے۔

سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کے ذریعہ ایم ٹی اے کی نشریات گزشتہ سالوں کی نسبت بہت وسعت پا گئی ہیں۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ ناظرین MTA کے پروگراموں میں براہِ راست شامل ہو رہے ہیں۔ اسی طرح غانا میں ایم ٹی اے کو مزید وسعت دی جا رہی ہے۔

ایم ٹی اے کے ذریعہ سے بیعتیں

ایک الجیرئین دوست لکھتے ہیں کہ میں ایک مذہبی رجحان رکھنے والے ایک مذہبی فرقے سے تعلق رکھتا تھا اور بڑا سرگرم رکن تھا۔ اس کی وجہ سے میں دو سال کی سزا بھی کاٹ چکا تھا۔ کہتے ہیں: میں نے مختلف چینلوں کو دیکھتے دیکھتے ایک دن ایم ٹی اے کو دیکھنا شروع کیا اور تمام چینلوں سے مختلف پایا۔ میں نے اس کے بعد تحقیق کرنا شروع کی تو ایک واضح فرق دوسرے مسلمانوں اور احمدیوں میں دیکھا۔ اور ایک بات سب سے نمایاں پائی کہ اس جماعت کا ایک امام ہے اور پوری جماعت کے سر اطاعت میں ایسے جھکے ہوئے ہیں کہ کوئی مثال نہیں ملتی اور یہ جماعت خالصۃً دینی کاموں میں مشغول ہے اور سیاست سے بہت دور ہے۔ اسی امام کی دنیا کو ضرورت تھی۔ میں نے صداقت کو پالیا اور مئی 2014ء میں بیعت کر لی ہے۔

پھر نائیجیریا سے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ امسال بواچی سٹیٹ (Bauchi state) میں خدا کے فضل سے پندرہ دیہات جماعت میں داخل ہوئے ہیں اور ان کو ایم ٹی اے دیکھنے کے لئے ڈشیں لگا کر دی ہیں۔ اب دوسرے قریبی دیہاتوں سے بھی لوگ آ کر ایم ٹی اے پر خطبہ وغیرہ سنتے ہیں اور پروگرام دیکھتے ہیں۔ ایک شخص نے کہا کہ مجھے جماعت کے متعلق بہت اعتراضات تھے اور دلی تسلی نہیں ہوتی تھی لیکن امام جماعت احمدیہ کا خطبہ سنا اور قدرتی طور پر میرا دل تسلی پا گیا۔ مجھے حقیقی اسلام مل گیا ہے اور سارے اعتراضات ختم ہو گئے ہیں اور میں نے جماعت میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔

مٹوارا (تنزانیہ) سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں۔ مٹوارا شہر جو ہے صوبے کا ریجنل ہیڈ کوارٹر بھی ہے۔ کل آبادی ایک لاکھ آٹھ ہزار ہے۔ یہاں کے مقامی کیبل آپریٹر سے رابطہ کیا گیا کہ وہ کیبل کے چینل میں ایم ٹی اے کو بھی شامل کریں۔ شروع میں انہوں نے انکار کر دیا لیکن بعد میں انہوں نے یہ بات مان لی اور اب ایم ٹی اے مٹوارا شہر کی کیبل پر بھی چلتا ہے جس سے پورا شہر استفادہ کرتا ہے۔

احمدیہ ریڈیو سٹیشنز

احمدیہ ریڈیو سٹیشنز خاص طور پر افریقہ میں بڑے کام کر رہے ہیں۔ امسال مالی میں پانچ نئے احمدیہ ریڈیو سٹیشنز کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اب یہاں مالی میں ہی ہمارے گیارہ ریڈیو سٹیشن ہو چکے ہیں اور فرنچ، جولا، بمبارا، سونیکے (Sonikay) فُلفلدے (Fulfulde) عربی، سُرائی پورے زبانوں میں یہ ریڈیو پروگرام دے رہے ہیں۔

مالی کے ان ریڈیو اسٹیشنز سے اس سال چھتیس ہزار سات سو انہتر گھنٹے پروگرام نشر ہوئے۔

بورکینا فاسو میں ریڈیو سٹیشن کی تعداد چار ہے۔ بائیس ہزار تین سو ستاون گھنٹے کے پروگرام اور اسی طرح مختلف دوسرے پروگرام نشر ہوئے۔

سیرالیون کے احمدیہ مسلم ریڈیو اسٹیشن سے اس سال تقریباً تین ہزار گھنٹے کے پروگرام تین مقامی زبانوں میں نشر ہوئے۔

مجموعی طور پر افریقہ کے تین ممالک میں قائم احمدی ریڈیو سٹیشنز کی تعداد سولہ (16) ہو چکی ہے۔ اور یہ قرآن کریم کی تلاوت، قاعدہ یسرنا القرآن کے اسباق، ترجمہ قرآن، حدیث، ملفوظات وغیرہ مختلف درس دیتے ہیں، خطبات دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا کام ہو رہا ہے۔

احمدیہ ریڈیو سن کران سے فائدہ اٹھا کر قبول احمدیت کا واقعہ

مالی کے ریجن سِکاسَو سے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ ایک شخص ریڈیو احمدیہ پر تشریف لائے اور کہا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں اور احمدیت کی وجہ سے آج میں جہنم کی آگ سے بچ رہا ہوں۔ خاکسار کے استفسار پر انہوں نے کہا کہ مالی کے بعض علماء نے نماز کے متعلق کہا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس لئے انہوں نے بھی نماز پڑھنا ترک کر دی تھی۔ مگر ریڈیو احمدیہ پر خلیفہ کا خطبہ جس میں انہوں نے نماز کی اہمیت کا بتایا اس کا مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا ہے۔ اس کے بعد نماز ترک کرنا مَیں جہنم میں جانا خیال کرتا ہوں۔ پس آج سے مَیں احمدی ہوں اور کبھی اپنی نماز نہیں چھوڑوں گا انشاء اللہ۔ یہ مولویوں کا حال ہے جو خود اسلام کو بدل رہے ہیں اور اس کا الزام جماعت احمدیہ کو دیتے ہیں۔

پھر کانگو کنشاسا سے ہمارے مبلغ سلسلہ تحریر کرتے ہیں کہ 8/دسمبر 2013ء کو باندوندو شہر سے بارہ کلومیٹر دور اڈیما (Adima) گاؤں کے دورے پر گئے، وہاں پمفلٹ تقسیم کئے۔ گاؤں کے چیف سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ہم باقاعدگی سے جماعت کا ریڈیو پروگرام سنتے ہیں۔ اسلام کی اصل تعلیمات اس زمانے میں مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام نے ہی پیش کی ہیں۔ ہمیں پہلے سے ہی احمدیت کا علم ہے اور اس جگہ اس وجہ سے پھر پندرہ افراد نے بیعت کر لی۔

احمدیہ ریڈیو کے ذریعہ سے نمایاں تبدیلی

مالی ریجن کائی (Kayes) سے سایوں تراورے (Sayon Traore) صاحب لکھتے ہیں۔ (یہ معلّم ہیں) کہ ان کے ریجن میں ایک بوڑھی خاتون ماماسو (Maman Sow) صاحبہ ایک دن احمدیہ ریڈیو کائی (Kayes) آئیں اور آ کر بتایا کہ جب سے یہ ریڈیو شروع ہوا ہے وہ اسے باقاعدگی سے سنتی ہیں۔ اس سے پہلے وہ وضو تک کرنا نہ جانتی تھیں مگر اب اس ریڈیو کے ذریعہ انہوں نے وضو اور بہت سی دعائیں سیکھ لی ہیں۔ اگر باقی مسلمان علماء کو دیکھیں تو وہ اسلام کو بدنام کر رہے ہیں مگر احمدیت نے ہی اسلام کا اصلی چہرہ لوگوں کو دکھلایا ہے اور انہوں نے اس ریڈیو کے ذریعہ سے اسلام سیکھا ہے۔

پھر مالی سے ہی ایک بزرگ محمد کوناتے صاحب نے بتایا کہ جب سے ریڈیو 'نور' شروع ہوا ہے۔ اس وقت سے انہوں نے دیگر تمام ریڈیو سننے چھوڑ دیئے ہیں۔ اب وہ مستقل طور پر یہی ریڈیو سنتے رہتے ہیں اور لوگوں کو بھی یہی مشورہ دیتے ہیں کہ اگر اسلام سیکھنا ہے تو یہی ریڈیو سنیں۔ اس ریڈیو کے ذریعہ سے ہی انہوں نے اسلام اور نماز سیکھی۔ اس طرح بے شمار اور واقعات ہیں۔

ریڈیو، ٹی وی پروگرام

دیگر ٹی وی پروگرام جو ہیں ان پر اس سال تیرہ سو چھپن (1356) ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ سے چھ سو سینتالیس گھنٹے وقت ملا۔ اس طرح مختلف ممالک کے ملکی ریڈیو سٹیشن پر اکتیس ہزار سات سو بیس گھنٹے پر مشتمل پچیس ہزار آٹھ سو اٹھائیس پروگرام نشر ہوئے۔ اور ان ریڈیو اور ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ سے ایک اندازے کے مطابق بیس کروڑ سے زائد افراد تک پیغام حق پہنچا۔

.... (باقی آئندہ)

غزوات وسرایا

فتح مکّہ سے غزوہ طائف کا درمیانی عرصہ

بریگیڈئر (ر) دبیر احمد پیر

مکّہ کو مسلمانوں نے بغیر لڑائی کے فتح کرلیا تھا۔ فتح مکّہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی psychological approach اختیار کی تا کہ بغیر خون بہائے مکّہ فتح ہو جائے اور قریش کی ہمت بھی جواب دے جائے۔ اس فتح اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکّہ والوں سے سلوک کا ان پر ایسا اثر ہوا کہ وہ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے اور اسلام سے دشمنی کو بھول گئے۔ چونکہ اس مہم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے خلاف ایسا اچانک پن حاصل کیا تھا کہ وہ اپنی مدد کے لئے اپنے کسی بھی حلیف کو نہ بلا سکے تھے اور وہ تمام قبائل جو مکّہ کے گردونواح میں آباد تھے اب مسلمانوں سے ایک بڑی جنگ کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے تھے۔ فتح مکّہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے علاقے سے بتوں کو قلع قمع کرنے کی مہم کا آغاز بھی فرمایا۔ ان بتوں سے خانہ کعبہ کی تطہیر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم اور اس کے قرب وجوار کو بھی بتوں سے پاک کرنے کے لئے فوری مہمات بھجوائیں۔

....

بعث حضرت سعد بن زید الأشہلیؓ

بطرف مناۃ (رمضان 8 ہجری - جنوری 629ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن زید الأشہلیؓ کو بیس سواروں کی کمان دے کر 24 رمضان 8 ہجری (15 جنوری 629ء) کو مناۃ بت کی مسماری کے لئے مشلل بھجوایا۔

یہ مدینہ کے قبائل اوس اور خزرج کے علاوہ قبائل غسّان کا بھی بت تھا۔ مشلل ایک پہاڑ ہے جو مدینہ اور مکّہ کے درمیان قدید کے قریب ساحل سمندر پر واقع ہے۔

حضرت سعد بن زیدؓ اپنے دستے کے ساتھ جب وہاں پہنچے تو مناۃ کے مجاور نے اور وہاں کے لوگوں نے کوئی resistance نہیں کی۔ جب وہ بت کی طرف بڑھے تو وہاں سے ایک ڈائن نما برہنہ عورت شور مچاتی ہوئی نکلی۔ اسے دیکھ کر حضرت سعد نے پہلے آگے بڑھ کر اس عورت کو قتل کیا اور پھر بت کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے۔ اس کام سے فارغ ہو کر آپؓ اپنے دستے کے ساتھ واپس مکّہ روانہ ہوگئے اور وہاں پہنچ کر اس مہم کی کامیابی کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔

....

بعث حضرت خالد بن ولیدؓ

بطرف عُزّٰی (رمضان 8 ہجری - جنوری 630ء)

مکّہ کا ایک بڑا بت عزّٰی وہاں سے قریب ہی شمال مشرق میں نخلہ کے مقام پر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو تیس گھڑ سواروں کی کمان دے کر 25 رمضان (16 جنوری) کو اس بت کے انہدام کے لئے روانہ فرمایا۔

نخلہ پہنچ کر حضرت خالدؓ نے اس گھر کو مسمار کیا جس میں عزّٰی بت تھا۔ اس کے بعد آپؓ واپس مدینہ روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر سارے معاملے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رپورٹ پیش کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ معلومات لے کر انہیں واپس بھجوایا اور کہا کہ تم نے عزّٰی کو ختم نہیں کیا اس کا قلع قمع کر کے آؤ۔

حضرت خالدؓ فوراً واپس گئے اور بت کی طرف بڑھے تو یہاں سے بھی مناۃ بت سے نکلنے والی برہنہ عورت کی طرح کی ایک عورت نکلی جسے انہوں نے آگے بڑھ کر قتل کر دیا۔ یہاں سے فارغ ہو کر آپؓ واپس مکّہ پہنچ گئے۔

....

بعث حضرت عمرو بن العاصؓ

بطرف سواع (رمضان 8 ہجری - جنوری 629ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو چند ساتھی (تعداد مذکور نہیں ہے) دے کر سواع بت کے انہدام کے لئے بھجوایا۔ سواع مدینہ سے مغربی جانب ساحل سمندر پر ینبع میں بنو ہزیل کا بت تھا۔

جب آپؓ ینبع پہنچے تو بت کے مجاور نے کہا کہ آپ اس کام پر کسی صورت قادر نہیں ہوں گے اور اس سے روک دیئے جائیں گے۔ اس پر آپؓ نے آگے بڑھ کر اس بت کو توڑ دیا اور اس کی کوٹھڑی بھی مسمار کروادی۔ یہ دیکھ کر مجاور اسلام لے آیا۔

....

سریہ حضرت خالد بن ولیدؓ

بطرف بنوجزیمہ (شوال 8 ہجری - جنوری 629ء)

فتح مکّہ کے بعد مکّہ میں قیام کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو 350 افراد کی فوج کی کمان میں یلملم بھجوایا جہاں پر بنو کنانہ کی شاخ بنوجزیمہ آباد تھے تا کہ وہ اسلام کی اطاعت میں آجائیں۔ اس لشکر میں مہاجرین، انصار اور بنوسلیم کے افراد بھی شامل تھے۔

اسلامی لشکر جب یلملم پہنچا تو انہوں نے بنوجزیمہ کو اسلام کی اطاعت میں آنے کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کرلیا لیکن مطیع ہونے کے بجائے اپنے آپ کو صابی کہا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے سمجھا کہ انہوں نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا ہے لہٰذا ان سے جنگ شروع کر دی جس کے نتیجہ میں بنوجزیمہ کے بہت سے لوگ مارے گئے اور بہت سے لوگ قیدی بنا لئے گئے۔

ایک دن حضرت خالدؓ نے اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ سب لوگ اپنے اپنے قیدیوں کو قتل کر دیں۔ اس حکم پر اسلامی فوج میں بنوسلیم کے افراد نے تو اپنے قیدیوں کو قتل کر دیا لیکن مہاجرین اور انصار نے اس حکم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت اور تعلیم کے خلاف دیکھ کر ایسا کرنے سے انکار کردیا۔

مکّہ پہنچ کر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ بیان ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دو مرتبہ خدا تعالیٰ کے حضور التجا کی: ''اے اللہ! جو کچھ خالد نے کیا مَیں اس سے براءت چاہتا ہوں''۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بنوجزیمہ کی طرف روانہ فرمایا اور ان کے مقتولین کا خون بہا اور ان کے اموال کے نقصان کا اس طرح پورا معاوضہ ادا فرمایا کہ مرنے والے کتّوں کی بھی قیمت دی۔

اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مہم پرامن تھی اور محض دعوت اسلام کے لئے تھی۔

....

غزوہ حنین (شوال 8 ہجری - جنوری 630ء)

فتح مکّہ اتنی اچانک ہوئی کہ مکّہ کے قریش اپنی مدد کے لئے اردگرد کے قبائل کو بھی نہ بلا سکے اور نہ ہی ان قبائل کو اس کا علم ہو سکا۔ مسلمانوں کے مکّہ پر قبضہ کا بھی ان قبائل کے اندر شدید ردعمل پیدا ہوا۔ ان قبائل میں خصوصاً طائف کے بنوہوازن اور ان کی شاخ بنوثقیف مضبوط، جنگجو اور کہنہ مشق تیرانداز تھے۔ وہ پورے عرب میں اپنی تیراندازی کے سبب مشہور تھے۔

ان قبائل نے اپنی فوجیں جمع کرنی شروع کیں اور مسلمانوں سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ مسلمانوں نے اب تک ان لوگوں سے جنگ کی ہے جو جنگ کرنا ہی نہیں جانتے تھے۔ ان تمام قبائل نے آپس میں مشورہ کر کے مالک بن عوف نصری کو اپنا مشترکہ سردار چن کر اپنے اردگرد کے قبائل کو بھی دعوت شمولیت دی۔ مالک بن عوف ایک بہادر اور عسکری معاملات میں مہارت کا حامل تیس سالہ نوجوان تھا۔ اس دعوت کے نتیجے میں ہوازن کے قبائل بنوسعد، بنوبکر، جشم، نصر اور کچھ بنو ہلال میں سے بھی ان کے ساتھ اس مہم میں شامل ہو گئے لیکن بنوکلاب اور بنوکعب ان کے ساتھ شریک نہ ہوئے۔

اس مشترکہ فوج نے جب مکّہ پر حملے کے لئے کوچ کیا تو وہ اپنے بیوی بچے اور مال مویشی بھی ساتھ لے چلے تا کہ کسی کو جنگ کے دوران بھاگنے کا خیال نہ آئے۔

میدان جنگ:

اوطاس کی وادی جنگی حکمت عملی کے نقطۂ نظر سے نہایت موزوں اور عمدہ تھی۔ اس کی زمین گھوڑوں کے دوڑنے کے لئے بھی بہترین تھی۔ وہاں پر جانوروں کے لئے چارہ بھی تھا اور سب کے لئے پانی بھی، جنگ کے لئے میدان بھی تھا اور چھپنے کے لئے پناہ گاہیں بھی۔ یہ جگہ حنین کے قریب بنوہوازن کے علاقہ میں مکّہ اور طائف کے درمیان ایک وادی تھی اور وادی حنین اس سے ملحق ذوالمجاز کے پہلو میں اور عرفات سے ورے دس پندرہ میل کے فاصلے پر تھی۔

دشمن کی فوجی deployment مالک بن عوف نے اپنی فوج کو میدان جنگ (اوطاس) میں ڈیرے ڈال کر اپنے کہنہ مشق تیراندازوں کو پناہ گاہوں میں بڑی مہارت کے ساتھ متعین کیا۔ میدان جنگ میں یہ جگہ ایسی تھی کہ یہاں ایک محدود جگہ پر ہی لڑائی ہو سکتی تھی اور حملہ آور ایک ہی راستہ سے گزر کر آ سکتے تھے اور اسی وجہ سے تیراندازوں کا بڑی آسانی سے نشانہ بن سکتے تھے۔

اسلامی لشکر کی تیاری اور میدان جنگ تک حرکت:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہوازن سے مقابلہ کے لئے مکّہ سے روانگی سے قبل اسلامی لشکر کا جائزہ لیا اور اسے سامان حرب کے لحاظ سے کمی کا شکار پایا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ کے مالدار رئیس صفوان بن امیہ سے 100 زرہیں، خود اور ڈھالیں بطور قرض لیں۔ اپنے چچازاد بھائی نوفل بن حارث سے تین ہزار نیزہ مستعار لیا اور عبداللہ بن ابی ربیعہ (ابوجہل کے سوتیلے بھائی) سے تیس/ چالیس ہزار درہم قرض لئے۔

مکّہ سے نکلنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب بن اسید ابن ابی العیص کو مکّہ میں عامل مقرر فرمایا۔

اسلامی لشکر کی تعداد اب 12000 ہو گئی تھی جس میں 2000 مکّہ کے نومسلم اور 80 مشرکین مکّہ بھی شامل تھے۔ پہلے کبھی بھی اسلامی لشکر اتنی بڑی تعداد کو نہیں پہنچا تھا۔ اسی وجہ سے کئی لوگوں نے ایسے الفاظ کہے جن سے فخر، عجب اور نخوت ظاہر ہوتا تھا اور ان میں اس بات کا بھی اظہار تھا کہ پہلے تو اسلامی لشکر کو کم تعداد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہوتی تھی لیکن اب ہماری تعداد ہی اتنی زیادہ ہے کہ اس مدد کے بغیر ہی ہم جیت جائیں گے۔ (اللہ تعالیٰ کو تکبر ویسے ہی پسند نہیں ہے اس لئے میدان جنگ میں اس کے نتائج سے اسلامی لشکر بری نہ ہو سکا)

28 رمضان 8 ہجری (19 جنوری) کو اسلامی لشکر نے جنگ کے لئے کُوچ کیا۔ راستے میں انہوں نے عیدالفطر منائی اور 2 شوال کو میدان جنگ پہنچے۔

انٹیلیجنس:

مالک بن عوف نے تین آدمی اسلامی لشکر کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھجوائے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے لشکر کے حالات معلوم کرنے کے لئے حضرت عبداللہ بن ابی حدرد اسلمیؓ کو بھجوایا۔

جنگ کی کارروائی:

قبائل ہوازن نے مسلمانوں پر حملہ کے لئے کمین گاہیں بنا رکھی تھیں اور درمیان میں ایک تنگ راستہ مسلمانوں کے داخلہ کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا۔

دشمن کے تیرانداز کمین گاہوں میں تاک میں بیٹھے تھے اور باقی فوج مسلمانوں سے لڑائی کے لئے صف آرا تھی۔ مسلمانوں نے سمجھا کہ شاید دشمن کا سارا لشکر یہی ہے جو انہیں نظر آ رہا تھا لہٰذا انہوں نے سیدھا ان کی جانب رخ کیا۔

جب کمین گاہوں میں چھپے ہوئے دشمن کے تیراندازوں نے دیکھا کہ وہ مسلمانوں پر بھرپور حملہ کر سکتے ہیں تو انہوں نے یکدم مسلمانوں پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور ساتھ ہی سامنے والی فوج نے بھی ان کے ساتھ یکجان ہو کر بھرپور حملہ کر دیا۔ اس ناگہانی حملے سے اسلامی لشکر میں بوکھلاہٹ کے سبب بھگدڑ مچ گئی اور سارا لشکر پیچھے کی طرف بھاگا۔

اس موقع پر بھگدڑ کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوجی لباس میں ملبوس سفید خچر پر سوار ڈھال تھامے ہوئے اپنے چند جانثار صحابہ کے ہمراہ اپنی جگہ پر مضبوطی سے قائم تھے اور تیزی سے بدلتے ہوئے جنگی حالات کا جائزہ لے رہے تھے۔ اچانک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا اور اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ دشمن کی جانب بڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پُرجلال آواز میں فرمایا: انا النبی لا کَذِب انا بن عبد المطلب (میں ایک نبی ہوں، میں جھوٹا نہیں ہوں اور عبدالمطلب کا بیٹا ہوں) اس اعلان کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو بلایا (ان کی آواز بہت بلند تھی) اور ان سے کہا کہ مسلمانوں کو آواز دے کر واپس بلائیں اور دوبارہ اکٹھا کریں۔ حضرت عباسؓ کی آواز سنتے ہی مسلمان بڑے جوش سے واپس پلٹے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے اترے اور زمین سے مٹھی میں کنکریاں بھر کر دشمن کی طرف پھینکیں اور فرمایا شاھت الو جوہ (دشمن

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ خطاب حضور انور بر موقع پیس سمپوزیم 2014ء
....از صفحہ نمبر 20

کریم کی اصل تعلیم پیش کر کے قطعی طور پر اُن کے دعوؤں کا قلع قمع کر دیا ہے۔ میرے خیال میں بہت سے لوگوں کو جو ہال میں موجود تھے انہیں حضور انور کی یہ باتیں سن کر اسلام کی اصل حقیقت اور تعلیم کو سمجھنے میں بہت مدد ملی ہے۔ اور خاص طور پر یہ بات واضح ہوئی ہے کہ امن ہی اسلام کی بنیاد ہے۔

☆......**لیڈر آف دی مرٹن کونسل جناب کونسلر Stephen Alambritis نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ:** یہ خوبصورت عمارت (مسجد بیت الفتوح) میری borough میں ہے اور میں نے انتہا پسندوں کی سخت مخالفت کے باوجود اس building of peace کی پلاننگ پرمیشن (Planning Permission) دی تھی۔

یہ بہت متاثر کن پروگرام تھا۔ اس کا عنوان انصاف اور امن تھا۔ اور یہ بہت ضروری ہے کہ ہم امن اور انصاف کی قدر کریں۔ یہ بھی واضح ہے کہ جہاں انصاف نہیں ہوگا وہاں امن قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔ اگر ہماری مٹھی بند ہو تو ہم مصافحہ نہیں کر سکتے اور احمدیہ جماعت کی اس عمارت میں مجھے ہمیشہ کھلے ہاتھ مصافحہ اور استقبال کے لئے تیار ملے ہیں۔ آج کی تقریب بہت شاندار تھی۔ تمام تقاریر بہت اچھی تھیں۔ خلیفۃ المسیح عزت مآب کی تقریر بھی شاندار اور امن و انصاف کا پیغام لئے ہوئے تھی۔

مرٹن borough لندن کی 32 boroughs میں سے ایک ہے اور یہاں بسنے والے دو لاکھ افراد کے لئے یہ کانفرنس ایک اہم کلینڈر ایونٹ (Calender Event) ہے۔ جو یہاں کے لوگوں کو باہم ملنے جلنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

میں آج یہاں سے یہ پیغام لے کر جا رہا ہوں کہ لوگوں کا باہم ملنا بہت ضروری ہے اور اس کے لئے احمدیہ جماعت جیسی کمیونٹیز چاہئیں۔ کونسل تنہا یہ کام نہیں کر سکتی اس کے لئے جماعت احمدیہ ایک اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

☆......**مرٹن کونسل (London Borough of Merton Council) کی میئر جناب Agatha Akyigyina صاحبہ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** حضور انور کا خطاب بہت بصیرت افروز تھا۔ مجھے یہ بات بہت اچھی لگی ہے کہ آپس میں الزام لگانے کی بجائے پوری دنیا کو تلقین کی جائے کہ بہتری کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ بعض افراد کی کارروائیوں کا الزام پوری کمیونٹی پر نہیں لگانا چاہئے۔ مجھے یہاں آکر بہت خوشی ہوئی۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ مل کر امن کی خاطر اقدام کریں۔ حضور انور نے یہ مضمون بیان کرنے میں بہت بہادری دکھائی ہے اور سب کو اس کا ذمہ وار قرار دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس خطاب کو نشر کریں گے اور یہ پیغام وسیع و عریض دنیا میں پھیلے گا۔

☆......**اٹلی کی ایک تنظیم Religions for Peace کے نمائندہ Sylvio Danaio نے کہا:** حضور انور کی باتیں نہ صرف بہت اہمیت کی حامل تھیں بلکہ نہایت بصیرت افروز تھیں۔ خلیفۃ المسیح نے قرآن کریم کی اُن آیات کو پیش کیا ہے جن سے واضح ہوتا ہے کہ مذہب اسلام پُر امن اور محبت کو فروغ دینے والا مذہب ہے جس کا تشدد اور نا انصافی سے کوئی تعلق نہیں۔ خلیفۃ المسیح کے الفاظ کو ہر جگہ پھیلانا چاہئے کیونکہ یہ اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرتے ہیں۔ جو کہ بدقسمتی سے آج کا میڈیا نہیں کر رہا۔ اہم نیوز ایجنسیاں اسلام سے انصاف نہیں کر رہیں۔ میں نے اس خطاب کی کاپی مہیا کئے جانے کی درخواست کی ہے، کیونکہ میں اس کا ہر جگہ حوالہ دینا چاہتا ہوں۔

☆......**سیرالیون ہائی کمیشن لندن کے ڈپٹی ہائی کمشنر Tamba Mansa Ngegba نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** خلیفۃ المسیح کا خطاب نہایت واضح اور معلوماتی تھا اور اس میں ایمانداری اور جرأت تھی۔ انہوں نے اسلام کی سچائی کھول کر بیان کی بالخصوص یو کے کی کم علم عوام کیلئے یہ بہت ضروری تھا۔

☆......**چرچ آف سائنٹالوجی (Church of Scientology) کی ڈائریکٹر Sarah Elcker نے کہا:** آج کی شام میرے لئے بہت حیرت انگیز تھی۔ خلیفۃ المسیح کا خطاب بہت متأثر کرنے والا تھا۔ خلیفۃ المسیح نے بعض نہایت اہم باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ موجودہ حالات میں ہمیں انسانیت کی خاطر مل جل کر، اکٹھے ہو کر کام کرنا پڑے گا تا کہ ان حالات کو بہتر کیا جائے۔

☆......**ایک عیسائی آرچ بشپ (Emeritus Archbishop of Southward, Catholic Church of England & Wales) مکرم Kevin McDonald نے کہا:** میرے خیال میں آج کی تقریب کا ایک بہت اہم حصہ خلیفۃ المسیح کا خطاب تھا۔ خلیفہ نے بڑے واضح طور پر بیان کر دیا ہے کہ کس وجہ سے ISIS کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ لوگوں کو ایسی باتیں عام طور پر تفصیل کے ساتھ سننے کو نہیں ملتیں۔ خلیفۃ المسیح نے تفصیل سے بتایا ہے کہ قرآن کریم ہرگز ایسے لوگوں کے خیالات و حرکات کو جائز قرار نہیں دیتا جیسا کہ Isis آج کل کر رہا ہے۔ آپ نے ISIS کی فنڈنگ اور مغربی طاقتوں کے مفادات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ ایک بہت اہم بات یہ تھی کہ بڑی وضاحت کے ساتھ اسلام کا پیغام کھل کر سامنے آیا ہے، اس کی بہت ضرورت تھی۔

☆......**رشمور کونسل (Rushmoor Borough Council) کی میئر کونسلر Diane Bedford نے کہا:** میں جو امیدیں لے کر آئی تھی، تمام تقاریر نے میری امیدیں مزید بڑھا دی ہیں۔ لیکن خلیفۃ المسیح کی شخصیت ان تمام سے بڑھ کر میرے لئے حیرت انگیز ثابت ہوئی۔ ہر بات جو انہوں نے کہی ہے میرے ذہن میں راسخ ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اور یہ میرے لئے سب سے زیادہ حیران کن بات تھی، میں نہیں جانتی کہ ایسا کیوں ہو رہا تھا، لیکن ایک عجیب انداز سے میرے ذہن پر ان باتوں کا اثر ہو رہا تھا۔ میں بہت خوش ہوں کہ میں آج کے پروگرام میں آگئی۔ میرے پاس اپنی کیفیت کو بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔

☆......**Graeme Wilson چرچ آف سائنٹالوجی کے ڈائریکٹر آف پبلک افیئرز نے کہا:** بہت شاندار پروگرام تھا، تمام تقاریر شاندار تھیں اور خاص طور پر حضور انور کا پیغام بہت ہی اعلیٰ تھا۔ یہ انتہائی ضروری پیغام تھا۔ حضور انور کا خطاب انتہائی شاندار تھا اور جو آپ نے فرمایا وہ بعینہٖ حقیقت کے قریب ہے۔

اگر ہم دنیا میں امن لانا چاہتے ہیں تو ہمیں ISIS کی فنڈنگ اور اس سے متعلقہ امور پر سوچنا ہوگا۔ ایک اقلیت یہ فساد پیدا کر رہی ہے اور اگر اکثریت اکٹھی ہو جائے تو اس اقلیتی فساد کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ مذہب کے ذریعہ ہی اس فساد کو ختم کیا جا سکتا ہے اور یہ تاثر غلط ہے کہ مذہب فساد پھیلاتا ہے۔ اگر آپ تاریخ دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جب بھی کسی مذہب کو دبایا گیا ہے، تو یہی بات اس ریاست کے زوال کے آغاز کا باعث بن جاتی ہے۔

☆...... **Cllr Wheatley میئر آف Waverley اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ:** ہمیں اپنے علاقہ میں 'اسلام آباد' جیسے مقام پر فخر ہے۔ مجھے یہاں آکر بہت خوشی ہوئی۔ ایک جیسے خیالات رکھنے والوں کو اکٹھے رہنا ہوگا۔ حضور انور نے جو دعا کی ہے اور امید کا اظہار کیا ہے کہ ہم امن کے قیام کے لئے متحد ہوں، بہت خوب لگا ہے۔ کامیابی کے لئے یہ بہت ضروری ہے تا کہ ہر طرف امن قائم ہو۔

حضور انور کا خطاب سن کر بہت خوشی ہوئی۔ عام طور پر لوگ ایسے مذہب کی بات سنتے ہوئے جن کو وہ جانتے نہ ہوں، nervous ہوتے ہیں، لیکن حضور انور کے خطاب کو سن کر میں بہت حیران تھی، جو آپ فرماتے جاتے تھے، میں اس سے مکمل اتفاق کر رہی تھی۔ میں خلیفۃ المسیح سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔

☆......**گھانا سے تعلق رکھنے والے ایک دوست Emanuel Amoa نے کہا:** حضور انور کے خطاب سے جو باتیں میں نے اخذ کیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ اگر محمد (ﷺ) کے لئے دوسرے مذاہب کے ساتھ مل کر رہنا ممکن تھا یعنی جس طرح یہودی اور عیسائی مدینہ میں رہتے تھے تو ہم لوگ بھی یہ کر سکتے ہیں۔

☆......**ممبر آف پارلیمنٹ Jane Ellison کے ساتھ آنے والے ایک مہمان John Samiotis نے کہا:** نہایت شاندار تقریب تھی۔ حضور کا خطاب ایک مشہور سائیکل ریس 'Tour de France' کی طرح تھا جس میں اسلامی تاریخ اور سیاسیات کا احاطہ کیا گیا۔ اگر زیادہ سے زیادہ لوگ اس خطاب کو سنیں تو اسلام کی اصل تصویر سامنے آئے گی۔ بہت ہی عمدہ تقریر تھی! خلیفہ کے خطاب نے ہم پر بہت گہرا اثر ڈالا ہے۔

☆......**یورپین یہودی کانگریس کے وائس پریذیڈنٹ اور British Jews کے ایگزیکٹیو بورڈ آف ڈپٹیز کے ممبر Edwin Shuker نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** نہایت شاندار تقریب تھی۔ ہر انتظام بہت اعلیٰ تھا۔ اس تقریب کی بدولت بہت سے مہمانوں کے ساتھ ملنے کا موقع ملا۔ لیکن ان سب باتوں میں جو سب سے زیادہ متاثر کن بات تھی وہ حضور انور کا محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں کا پیغام تھا۔ حضور نے نہ صرف حالاتِ حاضرہ اور مشرقِ وسطیٰ کے حالات پر تبصرہ فرمایا بلکہ حضور نے تاریخ کے پہلو بھی بیان فرمائے تا کہ تاریخ سے سبق حاصل کیا جائے۔

☆......**کیتھولک چرچ سے تعلق رکھنے والی تنظیم Westminster Interfaith کے نمائندہ Jon Dal Din نے کہا:** جماعت احمدیہ کے پروگراموں بالخصوص پیس سمپوزیم میں شمولیت ہمیشہ ہی خوشی کا باعث ہوتی ہے۔ حضور انور کی تقریر وقت کی ضرورت تھی اور میرے خیالات بھی اسی قسم کے ہیں۔ حضور انور نے بتایا کہ کس طرح حضرت محمد ﷺ مدینہ میں یہودیوں، عیسائیوں کے ساتھ امن سے رہے اور کس طرح ہر کوئی اپنے مذہب کے مطابق مسائل حل کرتا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم اس دنیا میں بھی اپنے مذہب، رنگ و نسل سے بالاتر ہو کر امن سے رہ سکتے ہیں۔ حالیہ واقعات میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ لوگ محمد (ﷺ) کا نام، اسلام کا نام استعمال کرتے ہوئے جنگیں کر رہے ہیں، فساد پھیلا رہے ہیں۔ جو کہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہم بھی محمد (ﷺ) جیسا معاشرہ قائم کر سکتے ہیں جو کہ مدینہ میں قائم کیا گیا، اور یہی میں نے آج سیکھا ہے۔ میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کے ساتھ ہو۔

☆......**ایک عیسائی پادری Father Aethelwine نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** حضور انور نے اپنے خطاب میں جو پیغام دیا ہے اُسے میں اپنی یونیورسٹی میں لوگوں تک پہنچاؤں گا۔ حضور انور نے نہایت جرات اور وضاحت کے ساتھ ISIS کی اصلیت کا بھانڈ پھوڑا ہے۔ میں Eastern Orthodox Christian کے انٹرنیشنل ممبرز کو بھی مطلع کروں گا کہ اصل میں کیا ہو رہا ہے۔

☆......**میٹروپولیٹن پولیس سے تعلق رکھنے والے ایک مہمان Stuart MacLeod نے کہا:** آج کی شام بہت علمی اور دلچسپ تھی۔ حضور انور کے پیغام کو سن کر بہت محظوظ ہوا جس میں حضور نے مذہب کے نام پر ہونے والے مظالم کی مذمت کی ہے۔

☆......**چرچ آف سائنٹالوجی کی نمائندہ Silvia Fani نے کہا:** میں نے آج جو کچھ یہاں دیکھا اُس سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ آج جماعت احمدیہ جو کام کر رہی ہے وہ دوسری کمیونٹیز کیلئے مشعلِ راہ ہے۔ جماعت احمدیہ کی تعلیمات بہت شاندار ہیں۔

☆......**ایک مہمان Penny Smith-Orr نے کہا:** اس تقریب میں مدعو کرنے پر آپ کا بہت شکریہ۔ تمام تقاریر بہت اچھی تھیں لیکن خلیفہ کی تقریر جس میں انہوں نے قرآن کریم کے ذریعہ 'امن کی تعلیم' بتائی بالخصوص بہت زیادہ اہمیت کی حامل تھی۔

☆......**ایک مہمان Simon صاحب نے جو کہ Southfields مسجد فضل کے علاقہ سے اس تقریب میں شرکت کیلئے گئے تھے، نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** میں پہلی مرتبہ امن کانفرنس میں شریک ہوا ہوں اور آپ کے خلیفہ کی تقریر سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ جیسا پیغام انہوں نے دیا ہے میں چاہتا ہوں کہ ایسے پیغام میڈیا میں زیادہ آئیں کیونکہ آجکل انتہا پسند عناصر کو زیادہ کوریج ملتی ہے اور ایسے پرامن پیغام کم سننے کو ملتے ہیں۔ برٹش main stream میڈیا کیلئے بھی میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ اس پیغام کو زیادہ سے زیادہ پیش کریں۔ آج میں یہاں سے یہ پیغام لے کر جا رہا ہوں کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور اس ملک میں جو زیادہ تر افراد اسلام کے بارے میں تاثر رکھتے ہیں وہ غلط ہے۔

☆......**ایک مہمان John Foley نے کہا:** بہت شاندار تقریب تھی۔ کاش کہ میڈیا اس قسم کی تقاریب کو زیادہ coverage دے بہ نسبت اُن افسوسناک واقعات کے جو چند برے لوگوں کی وجہ سے پیش آتے ہیں۔

☆......**ایک مہمان Cath Stamper نے کہا:** میں حضور انور کے خطاب سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ نہایت سیدھا سادھا اور معلوماتی خطاب تھا۔ حضور انور نے بڑی وضاحت کے ساتھ ثابت کیا کہ ISIS حقیقی اسلام سے کتنی دور ہے۔ یقیناً اس خطاب سے میری معلومات میں اضافہ ہوا ہے۔

☆......**ایک تنظیم Faiths Together in Croydon سے تعلق رکھنے والے مہمان Les Kemp نے کہا:** بہت زبردست تقریب تھی۔ حضور انور کے خطاب میں حالاتِ حاضرہ پر نہایت پُر حکمت تجزیہ تھا جس میں حضور نے ISIS کے بارے میں بتایا کہ بعض خفیہ عزائم کی وجہ سے چھپ کر ISIS کی مدد کی جا رہی

ہے۔حضورانور کا خطاب سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

☆......**ایک مہمان ایم زیڈ اقبال صاحب نے کہا:** نہایت شاندار پروگرام تھا۔حضورانور کا خطاب بہت اعلیٰ تھا۔اس ملک کے سیاستدانوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس پیغام کو سنیں اور اچھی طرح سمجھیں۔مجھے امید ہے کہ اس دنیا میں امن کے قیام کے حوالہ سے جو نصیحتیں فرمائی ہیں اُن پر عمل کیا جائے گا۔

☆......**ایک مہمان Roland Morris نے کہا:** اس تقریب کے سب سے اہم خلیفۃ المسیح کے خطاب میں اسلام کی دہشتگردی کے بارہ میں جو تعلیمات بیان ہوئیں انہیں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو سنانے کی ضرورت ہے۔

☆......**ایک مہمان Ian Walker نے کہا:** جماعت احمدیہ کے سربراہ کا خطاب بہت زبردست اور دلچسپ تھا۔یہ خطاب ایک ایسے موضوع پر تھا جس کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں ہیں۔اس پیغام کو زیادہ سے زیادہ پھیلانا چاہئے۔

....

اس کے علاوہ متعدد مہمانان نے تقریب کے بعد واپس گھر جاکر ای میلز کے ذریعہ پیغامات بھجوائے جن میں اس تقریب اور حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے حوالہ سے اپنے جذبات کا اظہار کیا اور امامِ جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی امن کیلئے کی جانے والی کوششوں کو سراہا اور خراجِ تحسین پیش کیا۔

☆......**Thursley Cricket Club کے چیئرمین Barry Rapley بھی اس پروگرام میں شامل ہوئے، اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** آپ کے خلیفہ صاحب کی تقریر شاندار تھی۔ایسی باتیں تھیں کہ جب ہم گھر جائیں گے تو یہ باتیں ہمیں مزید سوچنے پر مجبور کریں گی۔سب سے بڑی بات کہ ISIS اپنی فنڈنگ کہاں سے حاصل کر رہی ہے۔آپ نے بڑی حکمت سے اپنے مضمون کو یہاں تک پہنچایا اور پھر اس بات کو بیان کیا کہ ان کو فنڈنگ کس طرح مل رہی ہے۔آپ کا پروگرام انتہائی منظّم تھا اور اس میں کوئی کمی محسوس نہیں کی جاسکتی۔

☆......**ڈاکٹر جگجیت سنگھ ٹونک صاحب ایم بی ای اور ڈپٹی لارڈ لیفٹیننٹ آف ویسٹ مڈلینڈ بھی اس تقریب میں شامل تھے، اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** بہت شاندار پروگرام تھا۔حضور نے بہت پرشوکت تقریر کی۔جو کچھ آپ نے آج رات فرمایا ہے اگر اس پر عمل کر لیا جائے تو تمام دہشت گردی ختم ہوسکتی ہے اور لوگ امن و محبت سے باہم ایک ہو کر رہ سکتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ بھی آپ نے کہا اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے اور ہمیں حضور کی سوچ اور فلاسفی کو اپنانا ہوگا۔اور آج صرف اسی صورت میں ہم دنیا میں امن و آہنگی کی امید کر سکتے ہیں۔

....

میڈیا کوریج

اس تقریب کے حوالہ سے بعض ملکی و انٹرنیشنل ٹی وی چینلز، اخبارات اور جرائد نے تفصیل کے ساتھ خبریں شائع کیں اور حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے بعض حصوں کو باقاعدہ quote کیا گیا۔

☆......**برطانیہ کے ایک مشہور ٹی وی چینل ITV نے اپنی ویب سائٹ پر مؤرخہ 8 نومبر 2014ء کو خبر نشر کی:**

جماعت احمدیہ مؤرخہ 11 ستمبر کو 'خلافت، امن اور عدل' کے عنوان پر جنوبی لندن کی ایک مشہور مسجد میں ایک سمپوزیم کا انعقاد کر رہی ہے۔اس سمپوزیم میں ممبرز آف پارلیمنٹ، سیاسی و مذہبی رہنما، رفاہی اداروں کے نمائندگان کی شمولیت متوقع ہے۔حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک بیان بھی اس خبر میں quote کیا گیا جس میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام کے نام پر ہونے والی دہشت گردی کی مذمت کی اور ساری دنیا کو نفرت کے خلاف جمع ہونے اور دعاؤں اور مصمم ارادوں کے ساتھ دنیا میں امن کے قیام کیلئے کام کرنے کی دعوت دی۔

☆......لندن کی ایک اخبار Wimbledon Guardian نے اس 'امن کانفرنس' کے بارہ میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر کے ساتھ 12 نومبر 2014ء کو ایک خبر شائع کی۔

اخبار نے لکھا کہ جماعت احمدیہ مسلمہ کے خلیفہ نے تمام سیاسی رہنماؤں کو کہا ہے کہ اسلامک دہشتگرد گروپوں کے نفرت انگیز پیغام کے خلاف اپنا اثرورسوخ استعمال کریں۔

اس کے علاوہ اس خبر میں انہوں نے اس تقریب میں شامل بعض سیاسی اور دیگر اہم شخصیات کا بھی ذکر کیا۔

☆......یوکے کا ایک مشہور آن لائن بلاگ The Latest نے بھی اپنی ویب سائٹ پر پیس سمپوزیم کے حوالہ سے ایک بلاگ شائع کیا جس میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب میں سے بعض حصوں کو quote کیا گیا۔

☆......اس کے علاوہ بھی پیس سمپوزیم کے انعقاد سے قبل بھی اور بعد میں بعض اخبارات اور آن لائن نیوز ویب سائٹس نے اس کے بارہ میں خبریں نشر کیں۔ان اخبارات میں PR Newswire، Local Guardian، Evening Telegraph، ہیرالڈ سکاٹ لینڈ، ForArgyll، سکاٹش کیتھولک آبزرور (COS News)، PR Urgent News، GBC (گھانا)، کیتھولک ہیرالڈ، Newham Recorder اور جنگ (لندن) شامل ہیں۔

بقیہ: غزوات وسرایا۔فتح مکّہ سے غزوہ طائف تک کا درمیانی عرصہ---از صفحہ 13

کے چہرے بگڑ جائیں) اور ساتھ ہی کہا کہ زوردار حملہ کرو اور دشمن پر خوب وار کرو۔اس آواز کو سنتے ہی مسلمانوں نے دشمن پر ایسا حملہ کیا کہ وہ شکست کھا کر پسپا ہوگیا۔

لڑائی میں چند عورتیں اور بچے بھی مارے گئے۔اس کے علاوہ بنو ہوازن کے جنگجو کثرت سے مارے گئے۔بنو ثقیف کے ہی 70 آدمی مارے گئے۔دشمن کے چھ ہزار جنگی قیدی، 24000 اونٹ، 40000 سے زائد بکریاں اور 4000 اوقیہ چاندی مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں۔

....

سریہ حضرت ابو عامر اشعریؓ

بطرف اوطاس (شوال 8ہجری-جنوری 630ء)

غزوہ حنین میں بنو ہوازن کی فوج کے ایک حصہ نے شکست کھا کر اوطاس کا رخ کیا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عامر اشعریؓ (حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے چچا) کو ان کے تعاقب اور سرکوبی کے لئے چند افراد کی کمان دے کر بھیجا۔اس دستے میں ان کے ہمراہ حضرت سلمہ بن الاکوعؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بھی تھے۔

اس دستے نے دشمن کو اوطاس میں جالیا لیکن وہ جمع ہو کر پھر لڑائی پر آمادہ ہوگیا۔چنانچہ باقاعدہ لڑائی شروع ہوگئی۔دشمن کا بوڑھا نابینا سردار درید بن الصمہ ہمت کر کے مقابلے پر اترا لیکن حضرت ربیعہ بن رفیعؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔

حضرت ابو عامرؓ نے باری باری نو آدمیوں کو اسلام کی اطاعت کی دعوت دی لیکن انہوں نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے جس پر حضرت ابو عامرؓ نے مقابلہ میں انہیں قتل کر دیا۔

اس لڑائی کے بعد انہوں نے دسویں آدمی کو جب اسلام کی دعوت دی تو اس نے نہ صرف مقابلے سے ہاتھ کھینچ لیا بلکہ مسلمان بھی ہوگیا۔

حضرت ابو عامرؓ پر درید بن الصمہ کے بیٹے سلمہ نے تیر چلایا جو آپؓ کے گھٹنے میں لگا۔آپؓ گر گئے اور سلمہ نے آپؓ کے ہاتھ سے جھنڈا لے لیا۔حضرت ابوموسیٰؓ نے جب یہ دیکھا تو انہوں نے آگے بڑھ کر سلمہ کو تہ تیغ کیا اور اسلامی جھنڈا تھام لیا۔

دشمن کے اس لشکر کا کچھ حصہ یہاں بھی مارا گیا اور باقی شکست کھا کر بھاگ گیا۔ حضرت ابو عامرؓ نے زخمی ہونے کے سبب اپنے بعد حضرت ابوموسیٰؓ کو اس دستے کا نگران بنا دیا۔آپؓ کے گھٹنے سے کثرت سے خون بہ چکا تھا جس کی وجہ سے آپؓ جانبر نہ ہوسکے اور وہیں شہید ہوگئے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے واپس آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فتح کی نوید سنائی اور حضرت ابو عامر اشعری صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر دی۔

....

سریہ طفیل بن عمرو الدوسیؓ

بطرف ذوالکفین (شوال 8ہجری-جنوری 630ء)

ذوالکفین ایک لکڑی کا بت تھا جو کہ قبیلہ دوس میں نصب تھا۔یہ بت ان کے ایک حاکم عمر بن حممہ کا تھا جو 300 سال قبل گزرا تھا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے غزوہ کا ارادہ فرمایا تو حضرت طفیل بن عمروؓ کو اس بت کے انہدام کے لئے بھجوایا اور تلقین فرمائی کہ اس کام میں اپنی قوم سے بھی مدد حاصل کر لیں اور اپنے کام کو مکمل کر کے طائف میں اسلامی لشکر سے آملیں۔

حضرت طفیل بن عمروؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں فوراً روانہ ہوگئے۔قبیلہ دوس کے علاقے میں پہنچ کر آپؓ نے ذوالکفین کو توڑا اور اسے نذر آتش کر دیا۔اس کارروائی کے بعد آپؓ نے دوس قبیلے کے چار سو افراد کو اپنے ساتھ طائف چلنے پر آمادہ کیا اور چار روز کے سفر کے بعد اسلامی لشکر سے آملے۔یہ لوگ اپنے ساتھ دبابہ یعنی قلعہ شکن مشین جس کے اندر داخل ہو کر آدمی قلعہ کی دیواروں تک پہنچ کر ان کو توڑتے ہیں اور منجنیق یعنی بڑے بڑے پتھر پھینکنے والی مشین بھی اپنے ساتھ لائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آمد پر خوشی کا اظہار فرمایا اور یہ قبیلہ غزوہ طائف میں حضرت نعمان بن الرازیہؓ کی قیادت میں شامل ہوا۔

تجزیہ:

1۔ اس عرصہ میں ایک غزوہ، دو سرایا اور بتوں کو توڑنے والی چار مہمات بھجوائی گئیں۔

2۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکّہ کے بعد مکّہ کے اردگرد کے علاقوں میں خصوصیت کے ساتھ اور دور دراز کے علاقوں میں عمومی طور پر مہمات بھجوائیں تاکہ عرب کے پرانے اور مشہور بتوں کو توڑ دیا جائے۔

3۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے پیمانے پر مکّہ کے اردگرد کے علاقے میں مقامی قبائل کو اسلام کی اطاعت میں لانے کے لئے مہمات بھجوائیں۔

4۔ اس عرصہ میں ایک غزوہ ہوا جس میں باوجود مسلمانوں کی بڑی تعداد کے انہیں دشمن کے ہاتھوں شکست ہونے لگی تھی۔جب جنگ شروع ہوئی اور اسلامی فوج اور دشمن میں contact establish ہوا تو اسی وقت اطراف سے تیراندازوں نے بے تحاشا تیر برسانے شروع کر دئے۔جس کی وجہ سے اسلامی فوج میں بھگدڑ مچ گئی اور گنتی کے چند صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد رہ گئے۔اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر معمولی بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ کیا اور دشمن کی طرف بڑھنا شروع کر دیا اور اونچی آواز میں کہا کہ میں خدا کا نبی ہوں اور جھوٹا نہیں ہوں اور عبدالمطلب کا پوتا ہوں۔ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو جن کی آواز بہت بلند تھی کہا کہ مسلمانوں کو آواز دے کر بلائیں۔اس طرح مسلمان دوبارہ اکٹھے ہوئے اور دشمن کو شکست ہوئی۔

5۔ فتح مکّہ کے بعد انفرادی طور پر بھی اور قبیلوں کی صورت میں بھی بڑی تعداد میں لوگوں نے اسلام میں شمولیت کی۔

6۔ عرب کے کئی قبیلے ابھی بھی اسلام نہیں لائے بلکہ مسلمانوں کے اطاعت گزار بن گئے۔

اختتام:

فتح مکّہ اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلوک کا مشرکین پر ایسا اثر ہوا کہ وہ نہ صرف شرمندہ ہوئے بلکہ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ میں اپنی پوزیشن مضبوط کی اور اس کے بعد اردگرد کے علاقے میں اپنے نمائندے بھجوائے تاکہ وہ بھی اسلام قبول کر لیں۔لیکن طائف اور اس کے اردگرد کے قبائل نے نہ صرف مسلمانوں کی مخالفت کی بلکہ ساتھ ہی مسلمانوں سے لڑنے کی تیاریاں شروع کر دیں اور آپس میں دفاعی معاہدے بھی کر لئے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر سمجھا کہ مدینہ واپس جانے سے پہلے ان قبائل سے معاملات کر لئے جائیں تاکہ پیچھے مکّہ کے مسلمانوں کے لئے مسائل پیدا نہ ہوں۔اس پس منظر میں مسلمانوں نے طائف کی سمت ایڈوانس شروع کیا۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 21/ اکتوبر 2014ء بروز منگل بوقت 11 بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ نسرین اختر خان صاحبہ (اہلیہ مکرم رانا عبدالغفور خان صاحب۔ ویسٹ ہل لندن)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی:

آپ 19/ اکتوبر 2014ء کو طویل علالت کے بعد 51 سال کی عمر میں وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت صوفی نبی بخش صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑنواسی تھیں۔ نمازوں کی پابند، چندہ جات میں باقاعدہ، مہمان نواز بہت نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ ایک بیٹی اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بھائی مکرم نصیر الدین ہمایوں صاحب حفاظت خاص میں اور دوسرے بھائی مکرم سردار ظہیر الدین بابر صاحب (واقف زندگی) ہومیو ڈاکٹر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اسی طرح آپ کی دو بہنیں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ربوہ میں واقف زندگی ٹیچر کے طور پر خدمت بجا لا رہی ہیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب واقف زندگی (ابن مکرم چوہدری محمد صادق صاحب ننگلی درویش قادیان): 25 ستمبر 2014ء کو 67 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 1976ء میں خدمت سلسلہ کیلئے اپنی زندگی وقف کی اور مختلف حیثیتوں سے نمایاں خدمات بجالانے کی توفیق پائی جن میں استاد تعلیم الاسلام ہائی سکول، نائب ناظر بیت المال آمد، سیکرٹری بہشتی مقبرہ، ناظر امور عامہ، ناظر تعلیم، ناظر جائیداد اور انچارج دفتر نظارت علیاء کی خدمات شامل ہیں۔ وفات سے قبل دارالضیافت میں خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ آپ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے دست راست تھے اور کئی بار آپ کو میاں صاحب کی عدم موجودگی میں قائمقام ناظر اعلیٰ و امیر مقامی بننے کی سعادت ملی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، خوش اخلاق، تحمل مزاج اور اخلاص کے ساتھ خدمت بجالانے والے انسان تھے۔ باثر غیر از جماعت احباب سے بھی ان کے بہت اچھے تعلقات تھے اور ان سے جماعتی مسائل کو حل کروانے میں نہایت حکمت سے کام لیا کرتے تھے۔ آپ مکرم مولانا محمد حفیظ بقاپوری صاحب درویش مرحوم کے داماد اور مکرم ڈاکٹر محمد عارف صاحب (واقف زندگی مرحوم) کے بڑے بھائی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(2) مکرمہ نذیر بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم میاں عبد اللطیف صاحب مرحوم۔ سابق معلم وقف جدید چک سکندر): 6 ستمبر 2014ء کو نماز فجر کی ادائیگی کے بعد سیڑھیاں اتر رہی تھیں کہ شدید بارشوں کی وجہ سے ایک دیوار اچانک ان کے اوپر آ گری جس سے آپ موقعہ پر ہی اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی عمر 72 سال تھی۔ نمازوں کی پابند، تہجد گذار، بہت دعا گو، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے اور نوافل ادا کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے والہانہ محبت تھی۔ MTA نہایت شوق سے دیکھا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عطاء العلیم شاہد صاحب مربی سلسلہ ضلع ساہیوال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرم عبد الحمید صاحب (آف شاہین سویٹس۔ نیو یارک۔ امریکہ): 4 ستمبر 2014ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت میاں فضل محمد صاحبؓ ہرسیاں والے صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ 1969ء میں امریکہ میں مستقل سکونت اختیار کرنے کے کچھ عرصہ بعد آپ نے مٹھائی بنانے اور ریسٹورانٹ کا کام شروع کیا۔ آپ کی مسلسل محنت کے نتیجہ میں کاروبار میں بہت برکت پڑی۔ آپ میں مخلوق خدا سے ہمدردی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ کے ذریعہ سے بے شمار خاندان امریکہ میں آباد ہوئے۔ مہمان نوازی آپ کا نمایاں وصف تھا۔ آپ کو خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے بہت عقیدت اور محبت تھی۔ مبلغین کرام اور جماعتی وفود کی خدمت کر کے بہت خوشی محسوس کرتے تھے۔ اکثر جماعتی پروگراموں میں کھانا اور مٹھائی بھجواتے تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور 4 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بھانجے مکرم وسیم احمد ظفر صاحب برازیل میں مبلغ انچارج کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(4) مکرمہ بشریٰ غفور بھٹی صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالغفور بھٹی صاحب سابق صدر انصار اللہ جرمنی): 26/ ستمبر 2014ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت فتح دین صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور مکرم عبد الرحیم خان صاحب مرحوم سابق صدر جماعت خوشاب کی بیٹی تھیں۔ 1987ء میں جرمنی شفٹ ہونے پر آپ کو 10 سال اپنے حلقہ کی صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، سادہ مزاج، ملنسار، غریب پرور، کثرت سے صدقہ وخیرات کرنے والی، چندہ جات کے علاوہ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت اور نظام جماعت سے بہت عقیدت واحترام اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ چار بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے سب بچے کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ مکرم عبدالسمیع خان صاحب ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ کی خالہ تھیں۔

(5) مکرم سیّد خالد بن وقار صاحب (گلشن اقبال کراچی): 23 اگست 2014ء کو 51 سال کی عمر میں بعارضہ قلب وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو ضلع کراچی میں مختلف حیثیتوں سے نمایاں خدمتوں کی توفیق ملی جن میں قائد مجلس النور، ناظم اطفال، نائب قائد ضلع کراچی اور سیکرٹری تعلیم کی خدمات شامل ہیں۔ وفات کے وقت مجلس انصار اللہ ضلع کراچی کے عہدیدار ہونے کے علاوہ جماعت کی 3 ڈسپینسریز کے انچارج کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے گہری وابستگی اور والہانہ محبت تھی۔ آپ ہر ایک کے خیر خواہ، بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری اور امداد کرنے والے انتہائی نفیس، شفیق اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں بوڑھے والدین اور اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) مکرم احمد عبدالباسط صاحب (ابن مکرم قاری محمد عثمان صاحب مرحوم۔ حیدر آباد): 19 ستمبر 2014ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن میں کئی سال سیکرٹری ضیافت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نہایت سادہ، کم گو اور مخلص احمدی تھے۔ عثمانیہ ہسپتال میں بطور لیبارٹری ٹیکنیشن کام کے دوران احباب جماعت کی بہت مدد کیا کرتے تھے۔ اسی طرح شادی کی تقریبات کے انتظامات کرنے کی بھی بہت صلاحیت تھی جس سے احباب جماعت اکثر استفادہ کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے اور آپکی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں عمل میں آئی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم محمد انعام غوری صاحب (ناظر اعلیٰ قادیان) کے بہنوئی تھے۔

(7) مکرمہ بشریٰ نسیم صاحبہ (اہلیہ پروفیسر طاہر احمد نسیم صاحب۔ ربوہ): 7 اور 8/ اگست کی درمیانی شب 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مولوی عبدالقادر صاحبؓ لدھیانوی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور مکرم ماسٹر محمد شریف خان صاحب مرحوم ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی بیٹی تھیں۔ نمازوں کی پابند، تہجد گذار، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی، نہایت شفیق، غریب پرور، مہمان نواز، جماعتی چندہ جات کی بروقت ادائیگی کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے اخلاص اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(8) مکرم حزقیل خان صاحب (ابن مکرم محمد عیسیٰ جان صاحب مرحوم۔ کینیڈا): 30 اگست 2014ء کو 59 سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم محمد زکریا خان صاحب (امیر و مشنری انچارج ڈنمارک) کے چھوٹے بھائی تھے۔ مرحوم جماعت کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ آپ نے مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو کی تعمیر میں رضا کارانہ نمایاں کام کرنے کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک معذور بیٹا اور 3 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ یہ معذور بیٹا محمد سلیمان خان بھی باپ کی وفات کے 30 دن بعد 24 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ بچہ تحریک وقف نو میں شامل تھا۔ کم عمری میں ایک اعصابی بیماری میں مبتلا ہوا اور پھر لمبا عرصہ وہیل چیئر پر ہی رہا۔

(9) مکرم ایاز محمود وڑائچ صاحب (ابن مکرم سیف اللہ وڑائچ صاحب۔ لاہور): 13 ستمبر 2014ء کو 30 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بچپن سے ہی خدمت دین کی توفیق پا رہے تھے۔ اپنے حلقہ میں بطور محصل اور سیکرٹری وقف جدید خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی بعمر 8 ماہ یادگار چھوڑی ہے۔

(10) مکرم ناصر احمد سیّد صاحب (ابن مکرم سیّد عبدالحمید شاہ صاحب۔ ربوہ): 10 اگست 2014ء کو 41 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ ایک احمدی شاعر تھے۔ کچھ عرصہ قائمقام زعیم مجلس خدام الاحمدیہ محلّہ دارالنصر شرقی کی حیثیت سے خدمت کی توفیق بھی ملی۔ آپ نظام جماعت کی اطاعت کرنے والے، ملنسار اور ہر ایک کے ساتھ محبت کا سلوک کرنے والے مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(11) مکرم مبارک احمد کھوکھر صاحب (ابن مکرم احمد دین کھوکھر صاحب مرحوم۔ ترگڑی ضلع گوجرانوالہ): 19 ستمبر 2014ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ لوکل جماعت میں بطور نائب صدر اور امام الصلوٰۃ خدمت بجا لاتے رہے۔ ہمہ وقت جماعت کی خدمت کیلئے تیار رہتے تھے۔ بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(12) مکرمہ سنبل آرزو مبشر صاحبہ (اہلیہ مکرم میاں مبشر احمد ناصر صاحب۔ جرمنی): 3 جولائی 2014ء کو 37 سال کی عمر میں معدہ کے کینسر کی وجہ سے وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم مبارک احمد خان صاحب آف قادیان کی بیٹی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، شریف النفس، چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ، دوسروں کی مدد کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں والدین اور شوہر کے علاوہ 2 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(13) مکرم ملک مبشر منظور صاحب (ابن مکرم ملک محمد مقبول صاحب۔ ناظم مجلس انصار اللہ ضلع شیخو پورہ): 12/ اگست 2014ء کو 61 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو قائد مجلس خدام الاحمدیہ شاہکوٹ، ناظم مال تحریک جدید، محاسب خدام الاحمدیہ ضلع شیخو پورہ کے علاوہ شہر کی مجلس عاملہ میں بطور سیکرٹری مال، سیکرٹری دعوت الی اللہ۔ اصلاح وارشاد اور رشتہ ناطہ نیز ضلعی عاملہ میں بطور سیکرٹری مال و سیکرٹری وصایا نمایاں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ ایک باثمر داعی الی اللہ تھے۔ خدمت خلق کا بھی بہت جذبہ رکھتے تھے۔ ہمہ وقت جماعتی خدمت کے لئے تیار رہنے والے مخلص انسان تھے۔ خلافت سے نہایت عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths

Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت
برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534

BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)

24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062

Same Day Visa Service
Email: law786@live.com

RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر147)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ اکتوبر2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم میں سے چندواقعات کا خلاصہ پیش ہے۔اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے تمام احمدیوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور دشمنوں کے سرغنوں کی پکڑکا سامان فرمائے۔آمین

ربوہ میں 'ختمِ نبوّت کانفرنس'

ربوہ23،24اکتوبر2014ء: ملّاں نے اپنا یہ طرزِ عمل بنا رکھا ہے کہ سال میں کم ازکم تین مرتبہ ربوہ میں اکٹھے ہوکر احمدیوں کے خلاف کانفرنس کرتے ہیں۔اس کانفرنس میں اس شہر میں بسنے والے امن پسند احمدیوں کے دلوں کو ٹھیس پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جاتا۔ جبکہ اس شہر کی پچانوے فیصد آبادی احمدی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ جماعتِ احمدیہ کی انتظامیہ کی جانب سے حکومتی انتظامیہ کو یہ تحریرًا لکھا جاتا ہے کہ ربوہ میں مولویوں کو ایسی نفرت اور شرانگیز کانفرنس منعقد کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے لیکن انتظامیہ کی طرف سے اس درخواست کی رسید گی بھی موصول نہیں ہوتی۔ جبکہ دوسری جانب احمدیوں کو جو ایک لمبے عرصہ تک انتہائی پرامن طریق پر اپنے جلسے اور سپورٹس ٹورنامنٹ وغیرہ منعقد کرتے رہے ہیں ربوہ میں نہ تو جلسے منعقد کرنے کی اجازت دی جاتی ہے اور نہ ہی سپورٹس ٹورنامنٹ۔

امسال مذکورہ ختمِ نبوّت کانفرنس ربوہ میں 23/ اکتوبر کو صبح ساڑھے دس بجے شروع ہوئی۔ پہلے سیشن کی صدارت مولوی عبدالمجید لودھیانوی (مرکزی صدر انٹرنیشنل مجلس تحفظ ختمِ نبوّت پاکستان) نے کی۔ دیگر مقررین میں مولوی زبیر احمد (ٹوبہ ٹیک سنگھ)، خلیل احمد (چنیوٹ) سیف الرحمان (لاہور)، خورشید احمد (حیدر آباد) اور عبدالرؤف (سرگودھا) شامل تھے۔

معمول کے مطابق ہر ملّاں نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف نازیبا زبان کا استعمال کیا اور اس کی مخالفت میں زمین وآسمان کے قلابے ملادیے۔ایک ملّاں نے کہا کہ:

'ہم قادیانیوں کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ کو ختم کرنے کی سکیم کو کسی بھی صورت کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ اگر قادیانی اپنی سرگرمیوں سے باز نہ آئے تو ہم جانثارانِ ختمِ نبوّت ربوہ کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔ قادیانی یہود و نصاریٰ کے ایماء پر ملک میں دہشتگردی کر رہے ہیں۔قادیانیوں کی پراڈکٹس کا بائیکاٹ کیا جائے۔'

ان بے سروپا اور بے بنیاد باتوں کے علاوہ ان تقاریر میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف یاوہ گوئی سے کام لیا گیا اور نعرے لگائے گئے۔

دوسرا سیشن بعد دوپہر دو بجے شروع ہوا جو شام تک جاری رہا۔اس سیشن میں پانچ ہزار کے قریب لوگ موجود تھے۔اس سیشن میں مقررین نے جو باتیں کیں ان کو خلاصۃً ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

'قادیانیوں کی ملک دشمن سرگرمیاں شدّت پکڑ رہی ہیں۔ہم ان کا پوری دنیا میں پیچھا کریں گے۔ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ قادیانیوں کی پشت پناہی کرنا چھوڑ دے۔قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانیت میں شامل کرنے سے باز آجائیں ورنہ اس کے نتائج اچھے نہ ہوں گے۔قادیانیوں نے چناب نگر (ربوہ) کو اپنی اسٹیٹ بنا رکھا ہے، یہ ہماری حکومت کی ناکامی ہے۔جو قادیانی ملک میں کلیدی عہدوں پر فائز ہیں انہیں فوری طور پر ہٹایا جائے۔' مزید برآں اس سیشن کے مقرّرین نے بھی جماعت کے خلاف نعرے لگانے اور اس کے بزرگان کو برا بھلا کہنے میں پورا پورا حصہ ڈالا۔

تیسرا سیشن رات ساڑھے آٹھ بجے شروع ہوا جو رات اڑھائی بجے تک جاری رہا۔ اس سیشن کے اختتام تک حاضری دس ہزار تک پہنچ چکی تھی۔اس سیشن کے مقرّرین میں سے متعدد کا داخلہ اپنی شعلہ بیانی اور نفرت آمیز تقاریر کی وجہ سے ماہِ محرّم کے دوران متعدد اضلاع میں حکومتی انتظامیہ کی طرف سے ممنوع ہے۔جبکہ احمدیوں کے خلاف انہیں ان کے شہر میں آکر زہر اگلنے اور لوگوں کو ابھارنے کی کھلم کھلا اجازت ہے!

اس سیشن میں مقررین نے کہا: 'قادیانی جھوٹے لوگ ہیں، یہ جھوٹی باتیں انٹرنیٹ کے ذریعہ پوری دنیا میں پھیلاتے ہیں۔...... ان کے بانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا، پھر مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔قادیانی یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ ہیں۔ حکومتِ برطانیہ، امریکہ اور اسرائیل ان کی پوری سپورٹ کرتی ہے۔یہ لوگ آہستہ آہستہ اپنی جڑیں دیگر ممالک میں مضبوط کررہے ہیں۔اگر ان کا آج قلع قمع نہ کیا گیا تو یہ مسلم امہ پر قابض ہوجائیں گے۔'

ملّاں اکرم طوفانی نے اپنی تقریر میں کہا: 'ڈی آئی جی ابوذر نقو کے قادیانی ہے جو معصوم مسلمانوں کے خلاف بے بنیاد کیس بنارہا ہے۔ ہم حکومت اور چیف منسٹر سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اسے معطل کریں۔ چنیوٹ کے ڈی سی او اور ڈی پی او کو اپنے اپنے دائرہ اختیار میں 1984ء کے صدارتی آرڈیننس کی پابندی کروانی چاہیے اور قادیانیوں کو اپنی عبادتگاہوں پر کلمہ اور قرآنی آیات لکھنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔اگر ہمارے مطالبے دو ماہ کے اندر پورے نہ ہوئے تو ہم لوکل انتظامیہ کے خلاف دھرنا دیں گے۔'

اس کانفرنس کا چوتھا اجلاس جمعہ کے دن صبح دس بجے شروع ہوا جو کہ دوپہر پونے ایک تک جاری رہا۔ اس اجلاس میں ساڑھے چھ ہزار کے قریب لوگ شامل ہوئے۔ مقررین نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف نازیبا زبان استعمال کی اور کہا کہ 'انہوں نے لکھا ہے کہ مکہ، مدینہ اور قادیان کے الفاظ قرآن کریم میں درج ہیں جو کہ درست نہیں۔قادیانی جماعت اور اس کی ذیلی تنظیمیں مسلم اُمّہ کے خلاف سرگرمِ عمل ہیں اور لاکھوں مسلمانوں کو مغرب کے مفاد کی خاطر جان سے ماررہی ہیں۔اسرائیلی افواج میں شامل چھ سو قادیانی فوجی فلسطینی مسلمانوں کے قتلِ عام میں شامل ہیں۔ہم مذہب کی آڑ میں کسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔'

اس کانفرنس میں یہ مطالبہ جات بھی کیے گئے:

'قادیانیت سے تعلق رکھنے والی ہر چیز اور قادیانیوں کی طرف سے بنائی جانے والی ہر پراڈکٹ کو بین کیا جائے۔ربوہ میں موجود قادیانی مساجد کو اسرائیلی اسلحہ سے پاک کیا جائے۔مزید برآں قادیانی این جی اوز پر بھی پابندی لگائی جائے۔قادیانی ملک وقوم کے دشمن ہیں، ربوہ سے قادیانیوں کو نکال دیا جائے اور ان کی توہینِ رسالت کی بڑھتی ہوئی کارروائیوں کو روکا جائے۔'

اس کانفرنس کا آخری سیشن نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد شروع ہوا۔اس اجلاس میں لگ بھگ نو ہزار کے قریب لوگ شامل ہوئے۔ اس اجلاس میں جمعیت علمائے اسلام فضل الرحمٰن گروپ کے سربراہ ملّاں فضل الرحمٰن نے شامل ہونا تھا لیکن وہ ایک روز قبل کوئٹہ میں ان کے جلسہ پر ہونے والے خودکش حملے کی وجہ سے یہاں نہ آسکا۔ دیگر ملّاؤں نے اس اجلاس میں شرکت کرکے حسبِ معمول جماعتِ احمدیہ کے خلاف تقاریر کیں۔

اس کانفرنس میں ملّاں عبدالحفیظ مکی (سعودی عرب) اور ملّاں احمد علی سراج (کویت) بھی شامل ہوئے۔ یہ دو شخصیات ختمِ نبوّت کی تنظیم اور پٹرول کی کمائی سے چلنے والے ممالک کے درمیان ایک مستقل رابطہ بنے ہوئے ہیں۔

اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملّاں نے ملکی اور بین الاقوامی معاملات کے بارے میں بھی اظہارِ خیال کرتے ہوئے مختلف مطالبات کیے۔انہوں نے جو بیان پریس ریلیز کی صورت میں جاری کیا اس کو روزنامہ خبریں(24/ اکتوبر2014ء) اور روزنامہ پاکستان (25/اکتوبر2014ء) سے لے کر خلاصۃً یہاں درج کیا جاتا ہے:

'☆ممتاز قادری (گورنر سلمان تاثیر کا قاتل) کو بری کرنے کا مطالبہ پوری قوم کا مطالبہ ہے۔کسی کو حقوقِ انسانی اور مذہبی آزادی کے نام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

☆خفیہ ملک دشمن عناصر قادیانیوں کی مدد سے پاکستان اور افغان طالبان کے درمیان جنگ کروانا چاہتے ہیں۔

☆پاکستان کے ادارہ جات وزارتِ داخلہ، ریلوے، سی بی آر، ایمبیسیوں سے قادیانی ملازمین کو فی الفور فارغ کردیا جائے۔اس کے علاوہ ان کے منکرِ جہاد ہونے کی وجہ سے انہیں پاک افواج سے بھی نکال دیا جائے۔

☆مغرب کی اسلام دشمن کارروائیوں اور قادیانیوں کے سامنے علمائے کرام سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہیں۔قادیانیوں کی وجہ سے اسلام کی تائید میں شروع ہونے والی تحریکات کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے اور اسلام پوری دنیا میں بدنام ہورہا ہے۔

☆جو لوگ پاکستان کو سیکولر ملک کہتے ہیں وہ قادیانی نقطۂ نظر کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

☆مسلمان چاہے کتنا بھی کمزور کیوں نہ ہو حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جان بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے اور اس بات کو دونوں جہانوں میں باعث ثواب سمجھتا ہے۔

☆مختلف ٹیلی ویژن چینلز پر بعض قادیانی اور کچھ سیکولر سٹاف ایسے لبرل مذہبی سکالرز کو پیش کررہے ہیں جو یورپی اصطلاحات کا استعمال کرتے ہیں اور اسلامی عقائد اور متفق علیہ امور کو اختلافی مسئلہ بنا کر پیش کرتے ہیں تاکہ علمائے کرام، مذہبی عمائدین اور اسلامی روایات کی عزت کو نوجوان نسل کی آنکھوں میں کم کیا جاسکے۔

☆ قادیانیوں کی عبادتگاہیں جو لاہور، کراچی، راولپنڈی، اسلام آباد اور بالخصوص چناب نگر (ربوہ) میں موجود ہیں اسرائیلی اور غیر ملکی اسلحہ سے خالی کروائی جائیں۔

اس کانفرنس کے موقع پر درج ذیل ریزولیشن پاس کی گئیں:

1۔قادیانی اور ان کے مغربی آقا ملک میں بعض (اسلامی) قوانین کو ختم کروانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔حکمرانوں کو ان قوانین کی حرمت کے قیام کے لئے سخت اقدامات کرنے چاہئیں تاکہ آئندہ کوئی ان کو چیلنج کرنے کی جرأت نہ کرسکے۔

2۔گستاخانِ رسول کے بارے میں عدالتی فیصلوں پر فوری عملدرآمد ہونا چاہیے۔

3۔ربوہ کے تعلیمی ادارہ جات کو قادیانیوں کو واپس نہ دیا جائے۔اس سے حکومت کو کروڑوں روپے نقصان ہوگا اور ہزاروں نوجوانوں کا مستقبل تاریک ہوجائے گا۔

4۔اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کی طرف سے تجویز کردہ مرتد کی سزا قتل کو نافذ کیا جائے۔

5۔ملک میں دہشتگرد تنظیموں پر پابندی عائد کی گئی ہے جبکہ قادیانیوں کی دہشتگرد تنظیم 'خدام الاحمدیہ' پر کوئی پابندی نہیں۔اس پر فوری طور پر پابندی لگائی جائے اور اس کے اثاثے ضبط کیے جائیں۔

6۔ملک میں دہشتگردی اور قتلِ عام میں قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔ جہاں کہیں بھی مذہبی دہشتگردی ہو قادیانی لیڈرشپ سے اس بارے میں سوالات کیے جائیں۔اس طرح کئی معمے حل ہوجائیں گے۔

7۔یہ کانفرنس مطالبہ کرتی ہے کہ آئین میں کی جانے والی 1974ء کی ترمیم جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا اور 1984ء کے صدارتی آرڈیننس نیز دیگر پارلیمانی اور عدالتی فیصلوں پر صحیح طور پر عملدرآمد کروایا جائے۔

اس کانفرنس کے منتظمین کی طرف سے جو رپورٹ جاری کی گئی اس کے مطابق کانفرنس کے مقررین نے احمدیوں کے خلاف آئین میں دوسری ترمیم کرنے اور صدارتی آرڈیننس جاری کرنے پر بالترتیب ذوالفقار علی بھٹو اور ضیاء الحق کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

اس کانفرنس کے موقع پر سیکیورٹی کا بہت سخت انتظام کیا گیا تھا۔ پولیس کی بھاری نفری موجود تھی۔ایک بک سٹال پر اینٹی احمدیہ لٹریچر اور کتب وغیرہ برائے فروخت موجود تھیں۔

اس کانفرنس کی وجہ سے ربوہ کے باسیوں کو شدید تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔سیکیورٹی خدشات کی بنا پر بچے سکول نہ جاسکے، خواتین گھروں میں قیام پذیر رہیں، بازار عموماً بند رہے جبکہ جماعتِ احمدیہ کے مرکزی دفاتر اور ان کی عمارات پر چوبیس گھنٹے پہرہ رہا۔

(باقی آئندہ)

اعتذار و تصحیح

الفضل انٹرنیشنل کے گزشتہ شمارے 12/تا18/دسمبر2014 کے صفحہ نمبر 17 پر **'اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان'** کا قسط نمبر غلطی سے 147 درج کیا گیا ہے جبکہ درست نمبر 146 ہے۔انٹرنیٹ ایڈیشن پر اس کی تصحیح کردی گئی ہے۔قارئین نوٹ فرمالیں۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مہرسون صاحب آف سیکھواں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 2 دسمبر 2010ء میں حضرت مہرسون صاحب آف سیکھواں ضلع گورداسپور کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔ آپؓ ایک معزز زمیندار تھے، آپؓ نے 1892ء میں حضرت منشی عبدالعزیز صاحبؓ اوجلوی (یکے از 313 اصحاب احمد) کے ساتھ ہی 1892ء میں بیعت کرنے کی توفیق پائی۔

حضرت اقدس علیہ السلام کی کتب میں بھی آپؓ کا ذکر ملتا ہے۔ جون 1897ء میں قادیان میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی منعقد ہوا جس میں آپؓ بھی شامل ہوئے۔ حضورؑ نے حاضرین جلسہ میں آپؓ کا نام یوں درج فرمایا:

220۔ مہرسون صاحب، سیکھواں ضلع گورداسپور

اسی طرح حضور نے اپنے ایک اشتہار ''کیا محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں کُرسی ملی؟'' مطبوعہ 7مارچ 1898ء میں آپؓ کا نام بطور گواہ درج فرمایا ہے۔

حضرت مہرسون صاحبؓ نے حضور علیہ السلام کا ایک اعجازی نشان بھی دیکھا۔ حضرت منشی عبدالعزیز صاحبؓ اوجلوی اس بارہ میں فرماتے ہیں: ''......اُن کو نزول الماء کی بیماری تھی، حضرت خلیفہ اول کو آنکھیں دکھائیں تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے پانی آکر بینائی بالکل جاتی رہے گی تو پھر ان کا علاج کیا جائے گا۔ ان کو اس سے بہت صدمہ ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ طریق اختیار کیا کہ جب کبھی وہ قادیان آتے اور حضرت مسیح موعودؑ کے پاس بیٹھنے کا موقعہ پاتے تو حضور کا شملہ مبارک اپنی آنکھوں سے لگا لیتے، کچھ عرصہ میں ہی ان کی بیماری نزول الماء جاتی رہی اور جب تک وہ زندہ رہے ان کی آنکھیں درست رہیں اور کسی علاج وغیرہ کی ضرورت پیش نہ آئی۔''

حضرت مہرسون صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابتدائی موصیان میں سے تھے۔ وصیت نمبر 374 تھا۔ آپ نے 2/دسمبر 1909ء کو بعمر تقریباً 70 سال وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20 جنوری 2011ء میں مکرمہ ش عزیز شاہ صاحبہ کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

جو نام پہ اس یار کے قربان ہوئے ہیں
وہ مر کے امر صاحبِ عرفان ہوئے ہیں
دل میں تو تلاطم تھا بپا ، شوقِ لقا کا
صد مرحبا! کیا وصل کے سامان ہوئے ہیں
پہنچے جو درِ خُلد پہ وہ طائرِ قدسی
لینے کو قدم آگے وہ دربان ہوئے ہیں
پھر نافۂ الفت سے مہک اٹھی فضائیں
پھر زخم کہیں کِھل کے گلستان ہوئے ہیں
رہتے تھے جو ذرات کی مانند جہاں میں
وہ سارے ستارے مہِ تابان ہوئے ہیں

مکرم محمد طارق اسلام صاحب

ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا مارچ واپریل 2010ء میں مکرم محمد طارق اسلام صاحب مربی سلسلہ کا ذکرخیر اُن کی اہلیہ مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔ اسی حوالہ سے ایک مضمون یکم جون 2012ء کے کالم میں بھی شائع ہوچکا ہے۔ ذیل میں چند اضافی امور پیش ہیں۔

مکرم محمد طارق اسلام صاحب ابن مکرم ماسٹر محمد شریف صاحب سابق امیر جماعت ڈسکہ 8 ستمبر 2009ء کو 54 سال کی عمر میں کینیڈا میں وفات پاگئے۔ آپ 19 ستمبر 1955ء کو پیدا ہوئے۔ دوتین سال کے تھے کہ والدہ کے سایۂ شفقت سے محروم ہوگئے۔ دادی نے پرورش کی۔ 1971ء میں میٹرک کیا پھر 1978ء میں شاہد کی ڈگری لی۔ 1980ء میں ہماری شادی ہوئی۔ پاکستان کے مختلف علاقوں اور ربوہ کے مرکزی دفاتر میں خدمت بجالانے کے بعد 1993ء میں کینیڈا میں تقرری ہوئی۔

نماز کا خاص شوق تھا۔ اوّل وقت پر ادا کرتے۔ چندوں کی ادائیگی میں بہت باقاعدہ تھے اور خلیفۂ وقت کی کوئی تحریک آتی تو پہلے اپنی رسید کٹواتے اور پھر دوسروں کو تلقین کرتے۔ حضور انور نے مرحوم کی وفات پر خطبہ جمعہ میں ان کا ذکرخیر کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''اطاعت کا بڑا سخت جذبہ ان میں پایا جاتا تھا۔ خلافت سے بڑی محبت کرنے والے......بعضوں کی محبت غیرمعمولی ہوتی ہے...... یہ بھی ان میں شامل تھے۔''

آپ کو خدمت خلق کا بہت شوق تھا۔ ہر ایک کی مدد پر آمادہ رہتے۔ مہمان نوازی بھی نمایاں خوبی تھی۔ اگر کسی وجہ سے مہمان کی تواضع نہ کرسکتے تو بہت بوجھ محسوس کرتے اور استغفار کرتے۔ صبر اور برداشت کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ اختلافِ رائے پر نیک نیتی سے مشورہ دے کر خاموشی اختیار کرتے لیکن رنجش کو دل میں جگہ نہ دیتے بلکہ اگر کوئی بات کرنا چھوڑتا تو خود آگے ہوکر سلام کرنے میں پہل کرلیتے۔

محترمہ منیرہ کمال یوسف صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5/نومبر 2010ء میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں مکرمہ نبیلہ رفیق فوزی صاحبہ نے محترمہ منیرہ کمال یوسف صاحبہ اہلیہ محترم کمال یوسف صاحب مبلغ سلسلہ ناروے کی سیرت کے نمایاں پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

محترمہ منیرہ کمال یوسف صاحبہ انتہائی ملنسار، مہمان نواز، خوش اخلاق، نرم گفتار اور ہنس مکھ خاتون تھیں۔ ہر مہمان کا خوش دلی سے استقبال کرنا اور ان کے آرام کا ہر طرح سے خیال رکھنا آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ جب ہماری فیملی ناروے پہنچی تو آپ اوسلو کے مشن ہاؤس کے اوپر والے مکان میں رہائش رکھتی تھیں۔ چند دن آپ کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہوکر ہم ایک دوسرے شہر منتقل ہوگئے جہاں حلال کھانے کا مسئلہ بہت بڑا تھا۔ لیکن (ہمارے تقاضا کئے بغیر) آپ باقاعدگی سے اوسلو سے ہمیں حلال گوشت وغیرہ بھجواتی رہیں۔

اوسلو میں آپ کے ذکرخیر میں مہمان نوازی ایک ایسا خُلق تھا جس کا ذکر سب ہی کرتے ہیں۔ اوسلو کی مسجد دو منزلہ ہے اور تیسری منزل پر مربی سلسلہ کی رہائش ہے۔ ان تینوں منزلوں کی سالہا سال تک صفائی کا نہایت عمدہ اہتمام بھی اپنا ذاتی کام سمجھ کر آپ ہی کرتی رہیں۔ لمبا عرصہ تک لجنہ کے اجلاس بھی آپ کی رہائشگاہ پر ہوتے رہے۔ ہر اجلاس کے بعد اور ہر جمعہ پر سب کو باصرار کھانا کھلاتیں۔ مردوں کے پاس مسلسل چائے بھجوائی جاتی۔

1986ء میں مسجد کا تہہ خانہ تعمیر کیا گیا تھا۔ اس سے قبل ناروے میں دو مربیان اَور بھی تشریف لے آئے، مگر ان کے لئے کوئی الگ باورچی خانہ یا کپڑے دھونے کی مشین وغیرہ کا انتظام نہیں تھا۔ چنانچہ پورا ایک سال اُن دونوں مربیان کی تمام تر ذمہ داری مرحومہ پر تھی۔ ان کا تینوں وقت کا کھانا، چائے، رمضان، عید بقرعید، ان کے کپڑوں کی دھلائی، بستروں کی دھلائی، الغرض تمام کا تمام کام آپ کے سپرد تھا۔ پھر ایک مربی صاحب کی فیملی آگئی جو ایک سال تک مشن ہاؤس میں آپ کے ساتھ ہی ٹھہری رہی۔ اس عرصہ میں آپ نے جس طرح ماں کی طرح اُس فیملی کا خیال رکھا وہ آج بھی اسے یاد کرتے ہیں۔ مردوں کی طرف کھانا، چائے اور دوسری چیزیں بھجوانے کے لئے آپ کے بیٹے بھی مسلسل مصروف رہا کرتے تھے۔

مرحومہ کا ایک وصف حوصلہ اور قوتِ برداشت بھی تھا۔ بعض لوگوں کی ناشائستہ بات سن کر بھی اپنے شوہر کے منصب اور ان کے وقار کا خیال رکھتے ہوئے سب کچھ برداشت کرجاتیں۔ یہی حوصلہ انہوں نے اپنی بیماری میں دکھایا۔ اسی بیماری کے دوران اُن کے بیٹے کی شادی ہوئی تو کمال صبر وحوصلہ کے ساتھ مہمانوں کے ساتھ بیٹھی رہیں۔ حالانکہ اُس وقت تک اُن کے دو آپریشن ہوچکے تھے اور شدید تکلیف کے باعث کچھ کھانا پینا بھی مشکل تھا۔ صرف تھوڑی سی دہی کھاسکیں۔

اسی بیماری میں کہنے لگیں کہ مجھے دنیا سے جانے کا خوف نہیں، میرے اوپر تو بیماری آگئی ہے، مجھے تکلیف تو کمال صاحب کی ہے، وہ میری وجہ سے بہت پریشان ہیں۔ ان کی یہ عمر نہیں ہے کہ اتنی بڑی تکلیف اٹھائیں۔ کمال صاحب مسجد میں قرآن کے ترجمے کا کام کرنے جایا کرتے تھے، اس بات کی فکر ان کو کھائے جاتی تھی کہ ان کی خوراک بہت کم ہے۔ میری بیماری کی وجہ سے کھانے کا تسلسل خراب ہورہا ہے۔ بہت دیر تک کام کرنا پڑتا ہے مگر اپنے کھانے کی طرف دھیان نہیں دیتے۔

2008ء آپ کی بیماری کا تکلیف دہ سال تھا۔ اُس سال خلافت جوبلی کے جلسے تمام دنیا میں ہورہے تھے۔ کمال صاحب کی خواہش ان جلسوں میں شمولیت کی ہوتی تھی اور آپ بڑے حوصلہ سے اُن کو نہ صرف جانے کی اجازت دے دیتیں بلکہ بڑی تکلیف کی حالت میں بھی خود اُٹھ کر اُن کا سامان تیار کرتیں اور ہر چھوٹی بڑی چیز کا خیال رکھتیں۔ آپ کی بیماری کے دوران جب کمال صاحب نے گھانا کے جلسے پر جانے کا قصد کیا تو مجھے بہت حیرت ہوئی۔ مرحومہ نے بتایا کہ مَیں خود ان کو بھیج رہی ہوں۔ یہاں مجھے دیکھ دیکھ کر پریشان ہی ہوتے ہیں۔

آپ دوسروں کی تعریف فراخدلی سے کرکے اُن کا حوصلہ بڑھاتیں۔ کسی کو غمزدہ دیکھتیں تو اس کا غم دُور کرکے ہی چین پاتیں۔ عورتیں کثرت سے اپنے معاملات بتا کر مشورہ لیتیں۔ تحفہ دینے کا ہنر بھی آپ کو آتا تھا۔ ہم سوچتے کہ کم آمدنی میں کس طرح یہ سلسلہ چلتا ہے؟ خدا نے قناعت عطا کی ہوئی تھی، سفید پوشی کا بھرم تھا یا خدا کا خاص سلوک کہ اپنی مخلوق سے محبت کرنے والوں کا خدا خود والی بن جاتا ہے۔ رمضان سے قبل ایک بار آپ کو کچھ خریدنا تھا۔ آپ نے ہاتھ روک لیا۔ کہنے لگیں رمضان آنے والا ہے۔ کمال صاحب نے روزے رکھنے ہیں اچھی خوراک کی ضرورت ہے پھر افطاریاں کروانی ہیں۔ اس کے لیے رقم بچانی ہے۔

آپ دوسروں کو تکلیف میں نہ دیکھ سکتیں۔ اپنی بیماری میں جب ہسپتال سے آتیں تو بہت کمزوری ہوجاتی۔ ڈاکٹر کی ہدایت تھی کہ اگلی دوا لینے سے پہلے اپنی کمزوری کو دُور کرنے کے لیے خوراک پر توجہ دیں۔ لیکن جسم کی یہ حالت تھی کہ سخت دوائی کی وجہ سے گلے اور زبان پر چھالے بن گئے تھے کہ پانی نگلنا بھی مشکل ہوجاتا تھا اور تکلیف کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے۔ اس سے بڑھ کر یہ فکر کہ گھر والے مجھے اس کیفیت میں دیکھیں! چنانچہ کمرہ کا دروازہ بند کرکے آرام کا بہانہ بنا کر کھانے کے امتحان سے گزرتیں۔ کوئی واویلا نہیں کوئی شکوہ نہیں۔

کمال صاحب کو وقف کے دوران مختلف جگہوں پر جانا پڑتا۔ جہاں تک ممکن ہوتا ساتھ جاتیں۔ اکثر ایسے دورے کرنے پڑتے جہاں کئی کئی دن گھر سے باہر رہنا پڑتا لیکن آپ اس راہ میں کبھی رکاوٹ نہ بنیں۔

جب ڈاکٹروں نے اس دنیا میں تھوڑا عرصہ باقی رہ جانے کی اطلاع دی تو پریشان ہونا قدرتی بات تھی لیکن جلد ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا اور رختِ سفر باندھنے کے لئے تیار ہوگئیں۔ کمال صاحب کو پریشان دیکھ کر یوں تسلّی دی کہ خدا نے میری یہ خواہش پوری کی ہے کہ میں آپ سے پہلے خدا کے حضور حاضر ہوں۔ پھر ہر تسلی دینے والے کو بڑی ہمت سے حقیقت قبول کرنے کے لیے تیار کرتیں۔ بہو بیٹی کو گھر بلا کر اُن کی امانتیں اور چیزیں واپس کیں۔ الماریوں میں رکھے تحائف پر نام لکھوائے کہ فلاں کو فلاں چیز کی ضرورت ہے جب کوئی جائے تو اُن کو پہنچادے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 18 جنوری 2011ء میں مکرم اطہر حفیظ فراز صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

بھولے بھٹکوں کو راہیں دکھائیں گے ہم ، ہر قدم اپنا آگے بڑھائیں گے ہم
جگنوؤں کی طرح جگمگائیں گے ہم ، ہر قدم اپنا آگے بڑھائیں گے ہم
ہم لڑی میں تمہاری پروئے گئے ، گویا زمزم میں سب ہوں بھگوئے گئے
یہ تعلق ہمیشہ نبھائیں گے ہم ، ہر قدم اپنا آگے بڑھائیں گے ہم
رنگ کے، نسل کے فرق جھٹلا گئے ، ایک جھنڈے کے نیچے سبھی آ گئے
پھر 'محبت کے نغمات گائیں گے ہم' ، ہر قدم اپنا آگے بڑھائیں گے ہم
ہم جو خدام ہیں ، ہم ترے ہاتھ ہیں ، دل جگر اور جذبے ترے ساتھ ہیں
اک اشارے پہ جاں وار جائیں گے ہم ، ہر قدم اپنا آگے بڑھائیں گے ہم
اس کی تائید ونصرت ترے ساتھ ہو ، اس کی رحمت بکثرت ترے ساتھ ہو!
ہاتھ دنیا میں تیرا بٹائیں گے ہم ، ہر قدم اپنا آگے بڑھائیں گے ہم

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
December 26, 2014 – January 01, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday December 26, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Quran
01:25	Huzoor's Tour Of The Far East 4: Recorded on December 18, 2013. Part 4.
02:10	MTA Variety
02:35	Pushto Muzakarah
03:15	Islami Mahino Ka Ta'aruf
03:55	Shotter Shondane
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Quran
06:45	Huzoor's Tour Of The Far East 5: Recorded on December 18, 2013. Part 5.
07:25	Siraiki Service
08:20	Rah-e-Huda
09:55	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail
11:35	Tilawat & Dars-e-Hadith
11:55	Maidane Amal Ki Kahani
12:30	Live Transmission From Baitul Fatuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Fatuh
14:35	Live Shotter Shondane
16:40	Friday Sermon [R]
17:50	Yassarnal Quran
18:10	World News
18:40	Huzoor's Tour Of The Far East 5 [R]
19:15	Open Forum
19:55	MTA Variety
20:25	Deeni-o-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda

Saturday December 27, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:05	Huzoor's Tour Of The Far East 5 [R]
01:45	MTA Variety
02:10	Friday Sermon: Recorded on December 26, 2014.
03:20	Deeni-o-Fiqahi Masail
03:55	Shotter Shondane
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana Address UK: Recorded on July 30, 2010.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time
09:00	Question And Answer session: Recorded on February 16, 1997. Part 1.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme.
14:00	Live Shotter Shondane
16:15	Live Rah-e-Huda
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana Address UK: Recorded on July 30, 2010.
19:30	Faith Matters
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda
22:30	Story Time
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday December 28, 2014

00:05	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:20	Jalsa Salana Address UK: Recorded on July 30, 2010. [R]
02:30	Story Time
02:50	Friday Sermon: Recorded on December 26, 2014.
03:55	Shotter Shondane
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran
06:55	Waqf-e-Nau Class Lajna: Recorded on October 12, 2014.
08:05	Faith Matters
09:10	Question And Answer Session: Recorded on November 17, 1996.
10:00	MTA Variety
10:30	Live Jalsa Qadian Concluding Session
13:05	Friday Sermon [R]
14:15	Live Shotter Shondhane
16:30	Shama'il-e-Nabwi
17:05	Kids Time
17:40	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:30	Jalsa Qadian Concluding Session [R]
21:05	Open Forum
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question And Answer Session [R]

Monday December 29, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Yassarnal Quran
01:15	Jalsa Qadian Concluding Session [R]
03:55	Shotter Shondane
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:10	Al-Tarteel
06:40	Jalsa Qadian Concluding Session [R]
09:15	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on July 13, 1997.
10:15	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on September 05, 2014.
11:30	MTA Variety
12:10	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:15	Al-Tarteel
12:50	Friday Sermon: Recorded on March 13, 2009.
13:55	Bangla Shomprochar
15:00	Jalsa Qadian Concluding Session: Recorded on December 28, 2014.
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:25	Aadab-e-Zindagi
19:00	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
19:30	Somali Service
20:00	Friday Sermon
21:05	Jalsa Qadian Concluding Session [R]
23:45	World News

Tuesday December 30, 2014

00:05	World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:45	Friday Sermon
01:50	Kids Time
02:20	Jalsa Qadian Concluding Session [R]
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 366.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded October 12, 2014.
08:05	Alif Urdu
08:30	Australian Service
09:00	Question And Answer Session: Recorded on November 02, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on December 26, 2014.
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
13:00	Open Forum
13:30	MTA Variety
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service
15:25	Asr-e Hazir
16:30	Jalsa Salana Qadian Concluding address: Recorded on December 28, 2014.
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:25	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on December 26, 2014.
20:30	Jalsa Salana Qadian Concluding address: Recorded on December 28, 2014.
21:30	Aadab-e-Zindagi
22:00	Asr-e-Hazir
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday December 31, 2014

00:00	World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
02:30	Alif Urdu
03:00	Jalsa Salana Qadian Concluding address: Recorded on December 28, 2014.
04:00	MTA Variety
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35	Al-Tarteel
07:05	Jalsa Salana Qadian Concluding address: Recorded on December 28, 2014.
08:10	MTA Variety
09:15	Question And Answer Session: Recorded on February 16, 1997.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on December 26, 2014.
12:10	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:25	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on March 13, 2009.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
15:45	Kids Time
16:25	Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:25	Jalsa Salana Qadian Concluding address: Recorded on December 28, 2014.
19:30	French Service: Horizons d'Islam
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:05	Kids Time
21:50	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan

Thursday January 01, 2015

00:05	World News
00:25	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:50	Al-Tarteel
01:20	Jalsa Salana Qadian Concluding address: Recorded on December 28, 2014.
02:20	Deeni-o-Fiqahi Masail
02:55	MTA Variety: A discussion about the Ahmadi perspective on Khatme Nabbuwat.
03:55	Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:40	Yassarnal Quran
07:00	Jalsa Salana Qadian Concluding address: Recorded on December 28, 2014.
08:05	Seerat-un-Nabi
08:35	Aadab-e-Zindagi
09:05	Tarjamatul Quran Class: Recorded on December 24, 1997.
10:10	Indonesian Service
11:10	Japanese Service
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
13:00	Yassarnal Quran
13:15	Aadab-e-Zindagi
13:55	Friday Sermon
15:05	Jalsa Salana Qadian Concluding address: Recorded on December 28, 2014.
16:10	Alif Urdu
16:30	Tarjamatul Quran Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad (rah). Recorded on December 24, 1997.
17:40	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:20	Inauguration Of Gillingham Mosque: Address delivered by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba). Recorded on March 01, 2014.
19:30	Live German Service
20:35	Faith Matters
21:40	Jalsa Salana Qadian Concluding address: Recorded on December 28, 2014.
22:45	Tarjamatul Quran Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 19 December, 2014 | Issue No. 51

❁......میں حضور کے اندازِ خطابت سے بہت متاثر ہوا ہوں۔آپ نے قرآنِ کریم سے بہت کثرت سے حوالے پیش کئے ہیں تاکہ یہ ثابت کریں کہ ISIS کے اقدامات کا مسلمانوں کی مقدس کتاب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ❁......امن کی خاطر ایسے پروگرام احمدیہ جماعت کی جانب سے بڑے مثبت اور تعمیری اقدام ہیں۔ ❁......مَیں آج خلیفہ کی تقریر سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ان کا پیغام واضح، عام فہم اور زوردار تھا۔انہوں نے اسلام کے بارہ میں بصیرت افروز معلوماتی خطاب فرمایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کے بارہ میں ان باتوں کا سب کو علم ہونا چاہئے۔حضور کا یہ پیغام دنیا اور برٹش لوگوں کے لئے اسلام کی اصل حقیقت کو سمجھنے کے لئے نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ ❁......حضور انور نے انتہائی زبردست خطاب فرمایا ہے جس میں اُن دعووں کی تردید کی ہے جو ISIS اور اس جیسی دوسری دہشتگرد تنظیمیں کر رہی ہیں۔خلیفۃ المسیح نے قرآن کریم کی اصل تعلیم پیش کر کے قطعی طور پر اُن کے دعووں کا قلع قمع کر دیا ہے۔ ❁......حضور انور کی باتیں نہ صرف بہت اہمیت کی حامل تھیں بلکہ نہایت بصیرت افروز تھیں۔خلیفۃ المسیح نے قرآن کریم کی اُن آیات کو پیش کیا ہے جن سے واضح ہوتا ہے کہ مذہب اسلام پُرامن اور محبت کو فروغ دینے والا مذہب ہے جس کا تشدد اور ناانصافی سے کوئی تعلق نہیں۔خلیفۃ المسیح کے الفاظ کو ہر جگہ پھیلانا چاہئے کیونکہ یہ اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرتے ہیں۔جو کہ بدقسمتی سے آج کا میڈیا نہیں کر رہا۔ ❁...... خلیفۃ المسیح کا خطاب نہایت واضح اور معلوماتی تھا اور اس میں ایمانداری اور جرأت تھی۔

(جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام طاہر ہال بیت الفتوح لندن میں منعقدہ گیارہویں پیس سمپوزیم میں شامل مہمانوں کے تأثرات)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

قسط نمبر 4 (آخری)

آج کی اس تقریب میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا یہ خطاب ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے اس تقریب میں شرکت کرنے والے ممبرانِ پارلیمنٹ، منسٹرز، سیکریٹریز آف سٹیٹ، ایمبیسیڈرز، سیکیورٹی حکام اور دیگر سرکردہ افراد کے سامنے ان کو کھل کر بتایا کہ آج ISIS کو جو جدید اسلحہ مل رہا ہے اور جو بڑی مالی رقوم ان کو دی جارہی ہیں، یہ سب کچھ بڑی طاقتوں کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔اس کی ذمہ داری آپ لوگوں پر ہے۔آپ جہاں چاہیں پابندی لگا دیتے ہیں۔ یہاں ان کو جو اسلحہ کی سپلائی ہو رہی ہے، اس پر پابندی کیوں نہیں لگتی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز جب یہ خطاب فرما رہے تھے تو ان حکومتی سرکردہ افراد کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں اور وہ بے بسی کی تصویر بنے ہوئے تھے۔ یہ کام آج اس روئے زمین پر صرف اور صرف خدا کا نمائندہ ہی کرسکتا ہے۔

اس تقریب میں شامل ہونے والے ان سرکردہ حکام اور سبھی دوسرے مہمانوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ آج کے خطاب نے ان کی آنکھیں کھول دی ہیں۔آج کا خطاب بہت متاثر کرنے والا تھا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے خطاب میں ایک ایمانداری اور جرأت تھی۔ یہ خطاب ہمارے دل کی گہرائی تک اُتر گیا ہے اور اس نے ہمیں سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔

اس برملا اظہار کی چند جھلکیاں پیش ہیں۔

اس پروگرام کے اختتام پر مہمانانِ کرام نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ کی اپنے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت میں امن کے قیام کیلئے کی جانے والی کوششوں کو سراہا۔ مہمانان میں سے بعض کے تاثرات ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

مہمانوں کے تأثرات

☆......ممبر آف پارلیمنٹ اور سیکرٹری آف سٹیٹ فار انرجی اینڈ کلائمیٹ چینج آنریبل Edward Davey نے کہا: مجھے جماعت احمدیہ کے منعقدہ Peace Symposium میں آکر حضور انور کی باتیں سن کر لطف آیا ہے۔ میں ہمیشہ سے ہی خلیفۃ المسیح سے بہت متأثر رہا ہوں اور آج انہوں نے جو پیغام دیا ہے وہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔آج جس طرح انہوں نے ISIS کے عراق اور سیریا میں خطرات کے بارہ میں بات کی ہے اور جس طرح انہوں نے بتایا ہے کہ ISIS کا مذہبِ اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں میں حضور کے اندازِ خطابت سے بہت متأثر ہوا ہوں۔آپ نے قرآنِ کریم سے بہت کثرت سے حوالے پیش کئے ہیں تاکہ یہ ثابت کریں کہ ISIS کے اقدامات کا مسلمانوں کی مقدس کتاب سے کوئی تعلق نہیں ہے اور جو بھی آپ کا خطاب سنیں گے یا پڑھیں گے، ان کو معلوم ہو جائیگا کہ ISIS کے نظریہ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ ISIS کو رد کر دیں گے۔

موصوف نے کہا بعض اوقات برٹش میڈیا میں بھی جو Islamophobia نظر آتا ہے اور خاص طور پر جو احمدیوں کو تعصب کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، میرا خیال ہے کہ امن کی خاطر ایسے پروگرام احمدیہ جماعت کی جانب سے بڑے مثبت اور تعمیری اقدام ہیں۔ آپ ہر وقت چیرٹی کے کام کرتے رہتے ہیں اور ہم اس کی قدر کرتے ہیں لیکن ان کاموں کے علاوہ آپ کی بہترین اقدار ایسے پروگراموں کی صورت میں بھی سامنے آتی ہیں جن میں ہر کمیونٹی، مذہب اور سیاسی جماعت کے افراد کو متحد کر کے امن کے لئے اظہارِ خیال کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں، یہ ایک بہت اچھا قدم ہے۔

☆......ہائی کمشنر گریناڈا (Grenada) مسٹر Whiteman Joslyn نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ:

اگر اس تقریب کو ایک لفظ میں سمویا جائے تو یہ بہت شاندار تھی۔میں پہلے بھی حضور انور کے لندن میں ایک پروگرام میں شرکت کر چکا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ آپ کا پیغام بہت متاثر کن ہے اور بڑے استقلال سے آپ امن کے قیام کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔سب سے اہم بات کہ ہم سب بھائی بھائی ہیں۔اس پیغام کو ہر طول وعرض میں پھیلنا چاہئے۔ یہ بہت ضروری پیغام ہے۔ میرے ذہن میں بھی بعض غلط فہمیاں تھیں، خاص طور پر جب لوگ کہتے تھے کہ مسلمان دنیا پر حاکم ہونا چاہتے ہیں۔ میں مسلمانوں کے پروگراموں میں ISIS کی وجہ سے شامل ہونے سے گھبراتا تھا۔ آج بڑی مشکل سے اپنے میزبان کے اصرار پر اس تقریب میں شامل ہونے پر راضی ہوا تھا۔ لیکن جب میں نے خلیفۃ المسیح کا خطاب سنا تو میرے ذہن میں جو شکوک وشبہات تھے وہ سب دور ہو گئے۔ اب میں پوری طرح مطمئن ہوں کہ دنیا میں ایک کمیونٹی ایسی ہے جو اسلام کی حسین تصویر پیش کر رہی ہے۔ اب میں آئندہ پروگرام میں جب آؤں گا تو دوسرے ممالک کے ہائی کمشنرز کو بھی ساتھ لے کر آؤں گا۔

☆......ایک تنظیم Wave Trust کے چیف ایگزیکیٹو George Husnik نے کہا:

مَیں آج خلیفہ کی تقریر سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ان کا پیغام واضح، عام فہم اور زوردار تھا۔انہوں نے اسلام کے بارہ میں بصیرت افروز معلوماتی خطاب فرمایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کے بارہ میں ان باتوں کا سب کو علم ہونا چاہئے۔حضور کا یہ پیغام دنیا اور برٹش لوگوں کے لئے اسلام کی اصل حقیقت کو سمجھنے کے لئے نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس پیغام کو بہت پھیلایا جائیگا اور میں بھی آپ کے ساتھ مل کر فساد ختم کرنے کے مشترکہ مشن پر کام کرنا چاہوں گا۔

☆ میٹروپولیٹن پولیس برطانیہ کے ایک سابق افسر Mr David Eden بھی اس تقریب میں شامل ہوئے تھے۔ موصوف کا اپنا ٹیلی وژن سٹیشن بھی ہے۔ موصوف نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ:

میں خلیفۃ المسیح کے طاقتور خطاب سے بے حد متاثر ہوا ہوں اور اس خطاب نے مجھے ہلا کر رکھ دیا ہے۔آج خلیفۃ المسیح نے اہم لیڈرز اور سرکردہ حکام کے سامنے برملا اُن کی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے۔ یہ بہت ضروری تھا۔اس بات نے ہمیں سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔

☆......ممبر آف پارلیمنٹ اور سیکرٹری آف سٹیٹ برائے انٹرنیشنل ڈیویلپمنٹ آنریبل جسٹن گریننگ (Justine Greening) نے کہا:

حضور انور نے انتہائی زبردست خطاب فرمایا ہے جس میں اُن دعووں کی تردید کی ہے جو ISIS اور اس جیسی دوسری دہشتگرد تنظیمیں کر رہی ہیں۔خلیفۃ المسیح نے قرآن

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں